مسلسل اشاعت کا اکیسواں سال

شمارہ (42) شعبان و رمضان 1422ھ نومبر 2001ء

مشمولات

سرکولیشن و اشتہارات
سید محمد خالد القادری
محمد فرحان الدین قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

ہدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

رابطہ:- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489، پاکستان
فون:-021-7725150، فیکس:-7732369 (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر: مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی۔آئی۔ چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام!

جس وقت یہ سطور لکھی جا رہی ہیں ہمارا پڑوسی برادر اسلامی ملک افغانستان، امریکی و برطانوی حملوں سے لہولہان اور ۲۱ رویں صدی کی شدید ترین بمباری سے تباہ اور ویران ہو رہا ہے۔ امریکہ میں دہشت گردی کے ہولناک واقعات نے امریکہ سمیت تمام دنیا کے ممالک کو ہلا کر رکھ دیا اس دہشت گردی کے نفسیاتی اثرات کے علاوہ امریکی اور عالمی معیشت اور اقتصادیات پر بھی اس کے سنگین اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے دیرپا اثرات کا ابھی تک کما حقہ جائزہ نہیں لیا جا سکا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس حادثے نے امریکی معیشت اور عوام کی نفسیات پر اس قدر گہرے اثرات مرتب کیئے ہیں کہ مبصرین کا کہنا ہے کہ شاید امریکہ آئندہ کبھی پہلے جیسا امریکہ نہ ہو پائے گا۔

اس المناک واقع کی دنیا بھر میں شدید مذمت کی گئی ہے اور پاکستان سمیت دنیا کے تمام ممالک نے دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی ''جنگ'' کی مہم میں اپنے تعاون کی پیش کش کی ہے۔ اس دہشت گردی کے خلاف امریکہ میں شدید جذباتی ردعمل ایک لازمی اور قدرتی امر تھا، لیکن بدقسمتی سے روز اول سے امریکی اور مغربی میڈیا اور خود امریکی صدر نے دنیا میں اس وقت موجود بے شمار دہشت گرد گروپوں کی موجودگی کے باوجود جس طرح بلا تامل و تحقیق صرف مسلم تنظیموں اور افراد کو مورد الزام اور مجرم ٹھہرانا شروع کر دیا اس پر عالم اسلام میں شدید تشویش اور ردعمل کا اظہار کیا گیا۔

امریکی حکومت اور عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تیسری دنیا کے عوام اور بالخصوص مسلمان انہیں کیوں پسند نہیں کرتے ہیں اور انہیں اپنی نفرت کا نشانہ کیوں بناتے ہیں۔ لیکن ''سپر پاور'' کی طاقت و اختیار کے نشے میں چور امریکہ نے کبھی اس کے اسباب و علل پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی حالانکہ بعض امریکی اور یورپی دانشور حلقوں نے اس کی طرف ان کی توجہ بھی دلائی۔ اس ناپسندیدگی اور نفرت کی وجوہ معلوم کرنا امریکہ کے لئے کچھ مشکل بھی نہیں۔ دہشت گردی کے معاملے میں دنیا بھر کے مسلمان امریکہ اور مغربی ممالک کے دوہرے معیار کا شکار ہیں۔ افغانستان میں نام نہاد ''سپر پاور'' سویت یونین کی مسلم ممالک، پاکستان اور افغانستان کی مدد سے شکست کے بعد امریکہ اور مغربی ممالک کو چاہیے تھا کہ اتنا بڑا اہم اور تاریخی کارنامہ انجام دینے پر مسلمانوں خصوصاً پاکستان اور افغانستان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے اور ان کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی تعلقات کو فروغ دیتے مگر اس کے برخلاف، انہوں نے ان دونوں ممالک کو نہ صرف یکہ و تنہا چھوڑا بلکہ ان کے ساتھ بے وفائی کر کے ان پر مزید اقتصادی، فوجی اور سیاسی پابندیاں آئد کر دیں، اور ایک طرح سے عالم اسلام کو اپنا حریف اور دشمن قرار دیکر اس کے خلاف ہر سطح پر مہم کا آغاز کر دیا۔ فلسطین، کشمیر، بوسینیا، کوسوو، مقدونیہ، فلپائن، چیچنیا وغیرہ میں امریکہ اور اس کے مغربی حلیفوں کی پالیسیاں مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مثال کے طور پر کشمیر اور فلسطین میں گذشتہ ۵۵ رسال کے زیادہ عرصہ سے جاری جدوجہد آزادی کو دہشت گردی قرار دیا گیا۔ لیکن انڈونیشیا کے جزیرے مشرقی تیمور میں عیسائیوں کی ایک چھوٹی سی اقلیت کی بغاوت کو فوراً ''حق خودارادی'' کی جدوجہد تسلیم کر کے سب سے زیادہ آبادی والے مسلم ملک انڈونیشیا کو اس کو آزادی دینے پر مجبور کیا گیا مگر

فلسطین، کشمیر، بوسینا، کوسوو، مقدونیہ، چیچنیا اور فلپائن کے مسلمانوں کے لئے یہ حق تسلیم نہیں کیا جاتا۔ امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی عمارت کے انہدام کے الزام میں مطلوب اسامہ بن لادن (جو افغانستان میں مقیم ہیں اور کبھی امریکہ نہیں گئے) کی گرفتاری کے لئے امریکہ اور برطانیہ نے ایک چھوٹے کمزور اور خستہ حال اسلامی ملک افغانستان پر پوری فوجی طاقت سے حملہ کر دیا لیکن بوسینیا، سربیا، کروشیا اور کوسوو میں لاکھوں مسلمانوں کے قاتل بین الاقوامی وار ٹریبونل میں جنگی جرائم میں مطلوب عیسائی جرنلوں کی گرفتاری کیلئے آج تک امریکہ اور مغربی افواج متحرک نہیں ہوئیں۔ حالانکہ ان کے پتے اور روپوشی کے مقام سے وہ اچھی طرح آگاہ ہیں۔ اسی طرح عراق اور امریکہ کی لڑائی ختم ہوئے آج گیارہ سال ہو گئے۔ لیکن اس کے جرم کو آج تک معاف نہیں کیا گیا اور وقفہ وقفہ سے آج بھی اس پر بمباری کی جارہی ہے۔ اس کے برخلاف کوسوو جنگ کے چند ماہ بعد امریکہ اور یوروپین ممالک نے کروشیا پر عائد پابندیاں ختم کر دیں اور تمام اقتصادی امداد بحال کر دیں۔

انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ جن معاشروں میں لوگوں کو انصاف سے محروم رکھا جاتا ہے، وہاں لوگ اپنے حقوق کے حصول کی خاطر قانون ہاتھ میں لینے اور ڈاکو بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جن کمزور اقوام کو انصاف اور عالمی طور پر مسلمہ انسانی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے وہ دہشت گردی کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اقوام عالم کی ایسی کمزور مظلوم اور بے بس قوموں کے افراد کو محض دہشت گرد قرار دیکر ان کے خلاف پوری قوت و طاقت سے مصروف عمل ہونے کی بجائے ان اسباب و وجوہ کے سنجیدگی سے تدارک کی ضرورت ہے۔ جن کی وجہ سے مجبوراً انہوں نے یہ راہ عمل اختیار کی۔

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ واحد القہار کی ذات ہی سپر پاور ہے اور اس کائنات میں سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ اس کے نائب اعظم اور مختار کل ہیں۔ لہذا ہم یہ نہیں کہتے کہ امریکہ سپر پاور ہے، البتہ امریکہ کو اقوام عالم میں فوجی اور اقتصادی ہر اعتبار سے سب سے طاقت ور ہونے کا زعم ہے۔ بڑے آدمی سے اچھے عمل کی توقع کی جاتی ہے اسی طرح دنیا کے قوی ترین ملک امریکہ پر سنجیدہ اور حقیقت پسندانہ طرز عمل اختیار کرنے کی سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس سے بجا طور پر انصاف کی توقع بھی کی جاتی ہے۔ کمزور مظلوم اور بے بس اقوام کے ساتھ انصاف کے بغیر یہ سلسلہ محض اسامہ بن لادن کی گرفتاری یا ہلاکت یا طالبان کی حکومت کے ہٹانے سے ختم نہیں ہو سکے گا۔ صدر پاکستان جنرل مشرف صاحب نے بجا طور پر یہ کہا ہے کہ آپ پہلے جڑ کو ختم کریں محض پتوں اور شاخوں کی کتر بیونت سے یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا۔ امریکہ کو چاہیے کہ مسلمانوں کو بحیثیت قوم نفرت اور انتقام کا نشانہ بنانے کی بجائے ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا کر ان کا اعتماد حاصل کرے، انفرادی یا گروہی دہشت گردی کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ریاستی دہشت گردی کو بھی سختی کے ساتھ کچلنے کی پالیسی اپنائے۔ تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ مسلمانوں کو صلیبی جنگ کا اعلان کر کے نہ دھمکایا جاسکتا ہے، نہ اسے زیر کیا جاسکتا ہے اسلام ایک مسلّم مضبوط عقیدہ ہے، یہ اللہ واحدہٗ لاشریک کی طرف سے عطا کردہ ابدی اصولوں پر مبنی زندگی کا ایک لائحہ عمل ہے۔ اسلام کو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہ ختم کر سکی ہے نہ ختم کر سکتی ہے۔

بہتر ہے کہ تاریخ عالم سے سبق سیکھا جائے اور انسانیت کو فروغ دیا جائے اور ہر قوم کو اپنے دین مذہب کے اصولوں کے تحت پنپنے کا موقع دیا جائے۔

قارئین کرام! نازک اور آزمائش کے اس وقت میں ہمیں اپنے پیارے ملک پاکستان کی بقا اور حفاظت کی بھی جدوجہد کرنی ہے، پاکستان ہے تو سب کچھ ہے۔ ہمیں ملک کے ایک ذمہ دار شہری ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ اس وقت ہمارے لئے یہی سب سے بڑا جہاد ہے۔ جذبات سے مغلوب ہونے کی بجائے ہوشمندی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور بلاشبہ یہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اگر ہم نام نہاد اسلامی جماعتوں کے جذباتی نعروں میں بہہ کر اپنے ملک عزیز میں توڑ پھوڑ اور تخریب کاری کے آلۂ کار بن گئے تو اس سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ ہندوستان جس کو حکومت پاکستان کے طرز عمل سے عالمی سطح پر بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے اور پاکستان کی پچپن سالہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ پاکستان کی عالمی سطح پر پذیرائی ہوئی ہے اور بھارت ڈپلومیسی کے میدان میں تنہائی کا شکار ہوا ہے۔ اس کی پوری کوشش ہے کہ فوجی سیاسی اور اقتصادی طور پر پاکستان کو نقصان پہنچا کر اپنی پرانی دشمنی کا بدلہ لے سکے۔

ہمیں افغانستان کے مسلمانوں سے دلی ہمدردی ہے، ہم تباہ و برباد افغانستان مہاجرین کے لئے جو بھی مدد کر سکتے ہیں ضرور کریں، لیکن اپنے ملک عزیز یا اس کے قیمتی اثاثوں کی تباہی کی قیمت پر نہیں۔ ہر محب وطن پاکستان کی آج فطری طور پر یہی خواہش ہے کہ پاکستان، جو دنیا میں اسلام کا مضبوط قلعہ ہے ہمیشہ قائم و دائم رہے اور پاکستان جو ۲۰ رسال سے مشکلات کے باوجود افغان برادر عوام کی بے مثل حمایت کرتا چلا آیا ہے اور اس نے لاکھوں افغان مہاجرین کا بوجھ تن تنہا اٹھا رکھا ہے اس کی نظیر کوئی دوسرا مسلم ملک پیش نہیں کر سکا، حالانکہ اگر کوئی سے بھی ۵، ۶ رمسلم ممالک مل کر یہ بوجھ مشترکہ طور پر پاکستان کے ساتھ اٹھا لیتے تو افغان مہاجرین کا مسئلہ آسانی حل کر لیا جاتا۔

بحمد اللہ پاکستانی آج بھی اپنی روایتی مہمان نوازی کا ثبوت دے رہے ہیں اور افغان مہاجرین کو سب سے بڑھ کر پناہ پاکستان نے دی ہے۔ ہمیں ارباب حکومت کی حکمت عملیوں کے کسی بھی زاویے سے اختلاف کا حق یقیناً حاصل ہے لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ہمارا یہ حق واختیار ملکی مفاد اور قانون کی حدود توڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ایسا طرز عمل بلاشبہ قومی وجود کے مسلمہ بدخواہوں کو خوش کرنے اور درپردہ بھارت کو پاکستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے کا مترادف ہوگا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ۹۰ رسال قبل جو بات کہی تھی کہ مسلمانوں عشق رسول ﷺ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور متحد ہو جاؤ دنیا کی کوئی غیر مذہب قوم عیسائی ہو کہ یہودی، ہندو ہو کہ مشرک تمہارے دوست نہیں، سب دشمن ہیں، آج ہم سب اس حقانیت کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس وقت تمام دنیا کے مسلمانوں کو عشق رسول کے اسی مرکزی نکتے پر متحد ہو کر ملت کفر سے مقابلہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے افغان بھائیوں کی مصیبت وابتلاء میں مدد فرمائے، ہمیں تحمل و بردباری اور ہوش سے کام لینے کی اور ہمارے حکمرانوں کو تدبر وحکمت سے فیصلہ کرنے کی توفیق وقوت عطا فرمائے----

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

توجہ فرمائیے.........!

ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور خاص کر محکمۂ ڈاک کے بڑھتے ہوئے نرخ کی وجہ سے ادارہ کی مجلس عاملہ اور ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کے ادارتی بورڈ نے نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت کسی بھی امور سے متعلق خط و کتابت کیلئے جوابی لفافہ/ ڈاک ٹکٹ آنا لازمی ہوں گے بصورت دیگر ادارہ جواب دینے کا پابند نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ جوابی لفافہ پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور تحریر کر کے بھیجیں۔ شکریہ

(ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان)

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری دامت برکاتہم عالیہ منظر اسلام سے فارغ التحصیل ہیں۔ بعد میں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کے حکم پر جامعہ ازہر قاہرہ، مصر جا کر کلیہ اصول الدین میں ۳ سال تعلیم حاصل کی اور پہلی پوزیشن میں کامیابی حاصل کی۔ آپ فتویٰ اور تقویٰ کے اعتبار سے ایک بلند مقام کے حامل ہیں، اردو، عربی اور انگریزی میں متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ تقریباً ۱۰ سال آپ نے دارالعلوم منظر اسلام میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ آپ کے فتاویٰ کا ضخیم مجموعہ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے البتہ ازہر الفتاویٰ "Azharul Fatawa" کے نام سے ۳۲۱ اور ۲۲۳ صفحات پر مشتمل دو حصوں میں منتخب انگریزی فتاویٰ ڈربن ساؤتھ افریقہ سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ صاحب دیوان نعتیہ شاعر بھی ہیں۔ عربی، اردو اور فارسی میں کمال دسترس رکھتے ہیں۔ آج کل بخاری شریف کی عربی زبان میں شرح لکھ رہے ہیں۔ فقیر نے دوران قیام بریلی حضرت استاذی علامہ مولانا نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب زید مجدہ کے ساتھ اس شرح کی سماعت و زیارت کی ہے تقریباً ۵۰۰ سے زیادہ صفحات کمپوز ہو چکے ہیں۔ معارف رضا کے قارئین کی افادیت کے لئے اس کی چند اقساط پیش کی جا رہی ہیں۔ (وجاہت رسول قادری)

قوله بين كل اذانين صلاة بخارى شريف ص ٨٧ جلد ١

اقول قد فصل الكلام فى هٰذا المقام على احسن مايرام الشيخ الامام كمال الدين بن الهمام و عسى أن اعلق على بعض كلامه ابانة للجواب عما تمسك به بعض الاصحاب من الشافعية فى معرض الرد لمتمسكات الحنفية و هٰذا نصه رضى الله تعالىٰ عنه فيما يلى.

(تتمة) هل يندب قبل المغرب ركعتان ذهبت طائفة اليه وأنكره كثير من السلف واصحابنا و مالك رضى الله عنهم تمسك الاولون بمافى البخارى انه ﷺ قال صلواقبل المغرب ثم قال صلوا قبل المغرب ثم قال فى الثالثة لمن شاء كراهية ان يتخذها الناس سنة وفى لفظ لابى داؤد صلوا قبل المغرب ركعتين زاد فيه ابن حبان فى صحيحه وأن النبى ﷺ و صلى قبل المغرب ركعتين ولحديث انس فى الصحيحين كان المؤذّن اذا أذن لصلاة المغرب قام ناس من اصحاب النبى ﷺ يبتدرون السوارى فيركعون ركعتين حتى ان الرجل الغريب ليد خل المسجد فيحسب ان الصلاة قد صليت من كثرة من

يصليهما الجواب المعارضة بما فى ابى داؤد عن طاوس قال سئل ابن عمر رضی اللہ عنہ عن الركعتين قبل المغرب فقال مارايت احدا على عهد رسول الله ﷺ يصلهما ورخص فى الركعتين بعد العصر سكت عنه ابو داؤد والمنذرى بعده فى مختصر ه وهذا تصحيح وكون معارضه فى البخارى لا يستلزم تقديمه بعد اشتراكهما فى الصحة بل يطلب الترجيح من خارج وقول من قال اصح الا حاديث مافى الصحيحين ثم ما انفردبه البخارى ثم ماانفردبه مسلم ثم ما اشتمل على شرطهما من غيرهما ثم مااشتمل على شرط احدهما تحكم لا يجوز التقليد فيه اذا لاصحية ليس الا لاشتمال رواتهما على الشروط التى اعتبراها فاذا فرض وجود تلك الشروط فى رواة حديث فى غير الكتابين افلا اويكون الحكم باصحية مافى الكتابين عين التحكم ثم حكمهما او احدهما بان الراوى المعين مجتمع تلك الشروط ليس مما يقطع فيه بمطابقة الواقع فيجوز كون الواقع خلافه وقد اخرج مسلم عن كثير فى كتابه ممن لم يسلم من غوائل الجرح وكذافى البخارى جماعة تكلم فيهم فدار الامر فى الرواة على اجتهاد العلماء فيهم وكذافى الشروط حتى ان من اعتبر شرطا والغاه آخر يكون مارواه الآخر مما ليس فيه ذلك الشرط عنده مكافئا لمعارضه المشتمل على ذلك الشرط وكذافيمن ضعف راويا ووثقه الآخر نعم تسكن نفس غير المجتهدومن لم يخبر امرالراوى بنفسه الى ما اجتمع عليه الاكثر أما المجتهد فى اعتبار الشرط و عدمه والذى خبر الراوى فلا يرجع الاالى رأى نفسه واذ قدصح حديث ابن عمر عندنا عارض ماصح فى البخارى ثم يترجح هوبان عمل اكابر الصحابة كان على وفقه كابى بكر و عمر حتى نهى ابراهيم النخعى عنهما فيما رواه ابو حنيفة عن حماد بن ابى سليمان عنه انه نهى عنهما وقال ان رسول الله ﷺ وأبابكر و عمر رضى الله عنهما لم يكونوا يصلونهما بل لو كان حسنا كما ادعاه بعضهم ترجح على ذلك الصحيح بهذا فان وصف الحسن والصحيح والضعيف انما هو باعتبار السند ظنا اما فى الواقع فيجوز غلط الصحيح و صحة الضعيف و عن هذا جاز فى الحسن ان يرتفع الى الصحة اذا كثرت طرقه و الضعيف يصير حجة بذلك لان تعدده قرينة على ثبوته فى نفس الامر فلم لا يجوز فى الصحيح السند أن يضعف بالقرينة الدالة على ضعفه فى نفس الامر والحسن أن يرتفع الى الصحة بقرينة أخرى كما قلناه من عمل اكابرالصحابة على وفق ما قلناه وتركهم لمقتضى ذلك الحديث وكذا اكثر السلف ومنهم مالك نجم الحديث ومازاده ابن حبان على مافى الصحيحين من أن النبى ﷺ صلا هما لا يعارض مارسله النخعى من انه ﷺ لم يصلهما لجواز كون ما صلاه قضاء عن شئ فاته وهوالثابت روى الطبرانى فى مسند الشاميين عن جابر قال سالنا نساء رسول الله ﷺ هل

رأيتن رسول الله ﷺ يصلى الركعتين قبل المغرب فقلن لا غير أم سلمة قالت صلاها عندى مرة فسألته ما هذه الصلاة فقال ﷺ نسيت الركعتين قبل العصر فصليتهما الآن ففى سوالها له ﷺ وسوأل الصحابة نساء ه كما يفيده قول جابر سألنا لا سألت لا يفيد(كذا فى النسخة التى بايدينا بغير ذكر كلمة ما والصواب مايفيد ١٢) انهما غير معهودتين من سننه وكذا سوالهم لا بن عمر فانه لم يبتدى التحديث به بل لما سئل والذى يظهر أن مثير سوالهم ظهور الرواية بهما مع عدم معهوديتهما فى ذلك الصدر فاجاب نساء ه اللاتى يعلمن من علمه مالا يعلمه غير هن بالنفى عنه واجاب ابن عمر بنفيه عن الصحابة ايضا وما قيل المثبت اولى من النافى فيترجح حديث أنس على حديث ابن عمر ليس بشئ فان الحق عند المحققين أن النفى اذا كان من جنس ما يعرف بدليله كان كالا ثبات فيعارضه ولا يقدم هو عليه-وذلك لان تقديم رواية الاثبات على رواية النفى ليس الا لان مع راويه زيادة علم بخلاف النفى اذ قديبنى راويه الامر على ظاهر الحال من العدم لما لم يعلم باطنه فاذا كان النفى من جنس ما يعرف تعارضا لابتناء كل منهما حينئذ على الدليل والافنفس كون مفهوم المروى مثبتا لا يقضى التقديم اذ قد يكون المطلوب فى الشرع العدم كما قد يكون المطلوب فى الشرع الاثبات و تمام تحقيقه فى اصول اصحابنا وحينئذ لا شك أن هذا النفى كذلك فانه لو كان الحال على مافى رواية انس لم يخف على ابن عمر بل ولا على احد ممن يواظب الفرائض خلف رسول الله ﷺ بل ولا على من لم يواظب بل يحضرها خلفه احيانا ثم الثابت بعد هذا هو نفى المندوبية اما ثبوت الكراهة فلا الاان يدل دليل آخر وما ذكر من استلزام تاخير المغرب فقد قدمنا من القنية استثنساء القليل والركعتان لاتزيد على القليل اذا تجوز فيهما.

اراکین معارف رضا سے اہم گزارش

بعض احباب کا سالانہ زرتعاون دسمبر ۲۰۰۱ء سے ختم ہورہا ہے ان حضرات کو پیشگی مطلع کیا جاتا ہے کہ براہ کرم نئے سال کے لئے زرتعاون جلد از جلد ارسال فرمادیں بصورت دیگر معیاد ختم ہونے پر رسالہ کی ترسیل بند کردی جائے گی۔(ادارہ)

منظر اسلام

اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد کی روشنی میں

مقالہ نگار:صاحبزادہ سید محمد علیم الدین شاہ الازہری*

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی جونہی لبوں پر آتا ہے تو ایک ایسے عظیم عالم کا پیکر جمیل ذہن میں ابھرتا ہے جو سید عالم ﷺ کے عشق میں سرشار اور بارگاہ نبوت سے عطا کردہ علوم سے مزین ہو جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ورثہ العلمی کا وارث وامین اور مسند علم حقیقی ونورانی کی آبرو ہے یہ وہی امام احمد رضا ہیں جو اولیاء کی محفل میں ''قطب الارشاد'' کے لقب سے ملقب ہوئے جو علماء کی نشست میں ''اعلم العلماء'' کے خطاب سے نوازے گئے جن کا سینہ علوم قرآنی کا گنجینہ تھا جن کی روح نور احادیث کی جلوت گاہ تھی جن کا قلب جملہ علوم کا روحانی خزینہ تھا جن کے افکار میں اسرار ورموز کا ایک موجزن سمندر تھا جن کے سراقدس پر ستر سے زیادہ علوم وفنون کی مہارت تامہ کا سہرا تھا۔

قرآن مجید کا ترجمہ ''کنزالایمان'' عشق ومحبت کے انوار کا آئینہ دار ہے، ''حدائق بخشش'' آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ عشق مصطفےٰ ﷺ کی پاکیزہ یاد دلوں میں راسخ کرتا ہے، ''فتاویٰ رضویہ'' قرآن وحدیث کتب سیر اور اقوال ائمہ سے، دلائل و استنباط کا عظیم خزینہ نظر آتا ہے ہزار ہا صفحات پر مشتمل کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر اپنے علمی فیض کو عام کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ علوم غزالی رحمۃ اللہ علیہ دیکھنے ہیں تو اس منبع علم وحکمت کو دیکھئے عظمت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دیکھنی ہے تو آپ کی بے بہا تصانیف کو دیکھئے امام رازی کا استدلال دیکھنا ہے تو فتاویٰ رضویہ کا نظارہ کیجئے۔

اسرار شریعت ہوں یا رموز طریقت، مسائل دینی ہوں یا معاملات روحانی، سائنسی موشگافیاں ہوں یا علم حساب کی گتھیاں، افکار فلسفیانہ ہوں یا نجوم وتوقیت کے اتار چڑھاؤ سب ایک ہی شخصیت کے جلوے میں نظر آجائیں گے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

آپ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے انحطاط وزوال سے نکالنے کے لئے صرف علمی وعملی انقلاب کی ضرورت ہے تب ہی اسلاف کرام جیسی سطوت واپس آسکتی ہے اور عظمت رفتہ کو آواز دی جاسکتی ہے آپ نے ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے تعلیمی مقاصد بیان فرمائے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ وہی دینی تعلیم عظمت وسطوت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی جو ان تعلیمی مقاصد کے مطابق ہوگی۔

۱----تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے۔

۲----بنیادی مقصد خدارسی اور رسول ﷺ شناسی ہونا چاہیے۔

۳----سائنس اور علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

* (فاضل جامعہ الازہر، مصر)

۴----ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھا دیا جائے اسی کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء کرام کے نقوش بھی قائم کردیئے جائیں۔

۵----جو کچھ پڑھا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

۶----انہی علوم کی تعلیم دی جائے جو دین، تائید دین اور فلاح ملت میں کام آئیں غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کردیا جائے۔

۷----اساتذہ کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

۸----طلبہ میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

۹----بری صحبت سے طلبہ کو بچایا جائے، مفید کھیل اور سیر و تفریح اس حد تک ضروری ہے کہ طالب علم میں نشاط وانبساط پیدا ہو

۱۰----تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور پر وقار ہوتا کہ طالب علم میں وحشت وانتشار فکر نہ ہو۔

یہ تعلیمی مقاصد اس امر کے غماز ہیں کہ ان کو پیش کرنے والا صرف علم کی گہرائیوں کا ہی شناور نہیں ہے بلکہ علوم کی حقیقت ماہیت اور، افادیت کے اسباب کا بھی پرکھنے والا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی مادر علمی کی تعلیمی مقاصد میں یہ چیز بنیادی حیثیت رکھی ہے کہ تعلیم انسان میں دینی، اخلاقی، معاشرتی اور سماجی اقتدار کی تکمیل کا باعث بنے مگر فرنگی تسلط اور غلبہ کے بعد یا تو مدارس دینیہ عربیہ کو یکسر ختم کردیا گیا اور جو چند بچ گئے انہیں بے دست وپا کردیا گیا۔

آپ خود سوچیں کہ جب تعلیم جیسا مقدس فریضہ بھی فلاح انسانیت کی بجائے ظلمت کی طرف لے جائے، درد والم کے مداوا کی بجائے دکھوں کے دہلیز تک لے جائے، ذہنی آسودگی کی بجائے گھمبیر الجھن میں پھنسا دے فکری آزادی کی بجائے غلامی کی دلدل میں دھکیل دے، پاکیزہ جذبات کے بجائے باطلانہ نظریات کا ہمنوا بنادے تو ایسی تعلیم واقعتاً دلوں میں اتفاق، محبت، یگانگت، رواداری، خودداری، آزادی کو جگہ نہیں دے گی بلکہ منافرت، خود پسندی، غلامی اور بے راہ روی کی آماجگاہ بن جائیگی۔

ایسے ناگفتہ بہ حالات میں وہ مرد مجاہد میدان میں آیا جس کی پرسوز آواز نے سوتوں کو جگادیا جس کی پکار نے دلوں کو مرکزیت عطا فرمائی جس کی نگاہ نے غلامی مصطفی ﷺ کا ولولہ انگیز درس دیا۔ جس کی گرمی نفس نے قلب وروح میں دین کی تڑپ پیدا فرمادی جو غیروں کے لئے رعد کی برق بن کرابھرا، جو اپنوں کے لئے صبح کا اجالا بن گیا۔ اقبال کی زبان میں جس کا تعارف کچھ یوں ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

داراؤ سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

چودھویں صدی ہجری میں دین وفکر واعتقاد کی ڈوبتی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے خداوند قدوس نے امام احمد رضا خاں کو ناخدا بنا کر بھیجا آپ نے وقت کی ضرورت کو بھانپ لیا ہر قسم کے عقائد باطلہ، اعتقادی فساد، فکری بے راہروی، اخلاقی پستی، تعلیمی بدتہذیبی کا مقابلہ کرنے، فکری وعلمی انقلاب لانے اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد ونظریات کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ایک عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام کا اجراء ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں کیا۔ جامعہ منظر الاسلام اپنے انقلابی سفر کے لئے گامزن ہوگیا عرصہ قلیل میں اہل سنت کے اس عظیم مادر علمی کی روشنی چار دانگ

عالم میں پھیل گئی۔

اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کا مقصد اولین یہی تھا کہ دنیا میں عشق رسول ﷺ عام ہو، علم نافع و نورانی کی برکات سے مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوٹ آئے اوران کو دوبارہ دشمنان اسلام پر غلبہ خاص ہو۔ وہ زمانہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہتے تھے اسلام کو زمانے کے حالات کے مطابق ڈھالنے کے قائل نہیں تھے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ اس مادر علمی سے ایسے نابغۂ روزگار پیدا ہوئے اور اس کی آغوش سے علم وفن کے ایسے شمس وقمر نکلے جو عظیم درسگاہوں کے صدرات علیا پر فائز ہوئے، یہی وہ منظر اسلام ہے جس کے صحن میں شہنشاہ علوم وفنون تیار ہوئے، اسی کے فیض سے ایسے ایسے مدرسین اور معلمین تیار ہوئے جنہوں نے قوموں کی تقدیریں بدل دیں، اس مادر علمی کی چاردیواری سے ایسے مصنفین، مبلغین اور مناظرین نکلے جنہوں نے جس جس علمی میدان میں قدم رکھا علوم وفنون کے موتی بکھیر کر رکھ دیئے۔

منظر اسلام اور اعلیٰ نصاب تعلیم:

اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد میں اعلیٰ تعلیمی معیار اور اعلیٰ نصاب تعلیم بھی اہم حیثیت کے حامل ہیں۔ اعلیٰ نصاب تعلیم ہی علمی قابلیت اور عمدہ معیار تعلیم کا ضامن ہوسکتا ہے۔ منظر اسلام کا علمی نصاب دیکھا جائے تو اس میں ایسی جامعیت اور کاملیت نظر آتی ہے جو دوسرے اداروں میں مفقود ہے۔ نصاب تعلیم مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) صرف (۲) نحو (۳) بلاغت
(۴) ادب (۵) فقہ (۶) اصول فقہ
(۷) منطق (۸) حکمت (۹) کلام
(۱۰) ریاضی (۱۱) فرائض (۱۲) مناظرہ
(۱۳) تفسیر (۱۴) حدیث (۱۵) اصول حدیث

یہ ہی وہ بلند معیار تھا جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلیمی مقصد تھا کہ طلبہ میں ٹھوس قابلیت پائی جائے ہر قسم کے علوم وفنون کے مبادیات کو طلبہ کے لئے لازمی قرار دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اس مادر علمی کے فارغ التحصیل نہ صرف اخلاقی قدروں، للّٰہیت اور خلوص کے پیکر ہوتے بلکہ علمی طور پر ان کی شخصیت ثقہ ہوتی۔ جامعہ منظر اسلام میں سب سے پہلے دو طلبہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری اور حضرت علامہ رشید الدین عظیم آبادی کی فراغت ہوئی ملک العلماء منظر اسلام کے مدرس ہوئے آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اس گہوارۂ علم وفضل کے چرچے دور تک پھیل گئے ایسے علوم کے تاجدار اس چشمۂ فیض سے مستفید ہوئے جس پر عالم اسلام کو فخر ہے چند اسمائے گرامی پیش خدمات ہیں شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خان، محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد (فیصل آباد) مفسر قرآں علامہ عبدالغفور ہزاروی صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی، افق شریعت علامہ مفتی رفاقت حسین، قائد ملت حضرت علامہ مولانا احسان علی محدث مظفر پوری، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز، شمس العلماء علامہ شمس الدین بریلوی، محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی، مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں، مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ یہ اسی درسگاہ کہ مہکتے دمکتے پھول تھے۔

منظر اسلام، رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر ادارہ:

منظر اسلام مذہب حق کا ترجمان ہے منظر اسلام امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم کا داعی ونگہبان ہے اس نقطۂ نظر سے منظر اسلام کے علمی فیضان کا اندازہ کرنے کیلئے اس کی سوسالہ تاریخ پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ملک و بیرون ملک مثلاً سری لنکا،

برما، بنگلہ دیش، افریقہ، افغانستان، پاکستان، نیپال، چین، اردن، لیبیا، شام، سعودی عرب وغیرہ دنیا بھر کے طالبان علوم نے بلا تمیز منظر اسلام سے علوم وفنون حاصل کئے کیونکہ منظر اسلام ملت اسلامیہ کے اتحاد ویگانگت کا ضامن ہے اسی وجہ سے اس کی نورانی کرنیں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور دین اسلام کی روشنی سے کائنات کو منور کر دیا۔

منظر اسلام کی بکھرتی کرنیں:

اگر نیت میں خلوص ہو مقصد کے حصول میں چاہت ہو عمل میں لگن ہو تو خداوند قدوس کامیابی سے ہمکنار فرماتا ہے اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد میں تعلیم کا محور دین اسلام ہے یعنی تعلیم اس کی اشاعت، ترویج اور عالم گیر غلبہ کے لئے لابدی امر ہو جب ہم منظر اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ یہ وہ علمی ادارہ ہے جس سے فراغت پانے والوں نے علم کی بلندیوں کو چھوا اور صرف حصولِ علم تک ہی محدود نہ رہے بلکہ ہر شخصیت اپنے تیئں ایک مکمل تاریخ ہے کیونکہ جن تعلیمی مقاصد کو سامنے رکھ کر اعلیٰ حضرت نے ان نفوس قدسیہ کی تکمیل فرمائی تھی ان میں تعلیمی قابلیت کے علاوہ اخلاق کی بلندی، جذبۂ خلوص، حقیقت شناسی اور خودداری کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے خواہ علمی میدان ہو یا تحریری خدمات، تقریری معاملات ہوں یا مناظرانہ چیلنج، دینی تبلیغ کا سلسلہ ہو یا اشاعت مسلک حق کا موقع، ان حضرات نے ہر میدان میں نہ صرف سیکڑوں شاگرد چھوڑے بلکہ ہر موضوع پر علمی تحقیقات کے ڈھیر لگا دیئے وہ شخصیات جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مشن کو پروان چڑھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں ان میں سے ہر ایک شخصیت کی تدریسی سرگرمیاں، سلسلہ تلامذہ، تحقیقی تصانیف دیکھی جائیں تو دینی خدمات اور علمی فیوض کا ایک لامحدود سلسلہ نظر آتا ہے اعلیٰ حضرت کا یہ ہی مقصد تھا کہ منظر اسلام دین متین کے فروغ کا ذریعہ بنے اور دین وعلم کی ایسی تحریک ثابت ہو جو مسلک حق کی اشاعت وترویج کا سبب بنے منظر اسلام کی سو سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت اس عظیم ادارہ کا قیام عمل میں لائے اس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے۔

حقیقت یہ ہے منظر اسلام دینی وعلمی اشاعت وترویج کی وہ عالمگیر تحریک ہے جس کی خدمات ہر میدان میں مسلم ہیں اس نے درس توحید وتعظیم رسول ﷺ دیا، دینی وملی خدمات سرانجام دیں، علمی وعملی انقلاب برپا کیا، مذہبی ومسلکی معاملات سنوارے، سیاسی ومعاشی مسائل کا حل پیش کیا، اعتقادی واخلاقی نظریات واضح کئے، تحریری وتصنیفی اشاعت عام کی، اتفاق ویگانگت کا درس دیا۔

یہ منظر اسلام ہی کا فیضان ہے کہ ہر شعبہ میں خدمات سر انجام دیں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت متاخرین میں سے یہ تعلیمی مقاصد پیش نہ فرماتے اور منظر اسلام کی ان نقوش پر آبیاری نہ ہوتی تو آج علم وعرفان کے یہ چشمے رواں نہ ہوتے، دین اور ایمان کی یہ بہاریں نظر نہ آئیں، عشق رسول ﷺ سے دلوں کو جو حیات جاوادانہ ملی، نہ ملتی۔

یادگار اعلیٰ حضرت درس گاہ علم و فن
منظر اسلام کہتے ہیں اسے اہل سخن

بے شبہ ہے یہ وہی مرکز جہانِ علم کا
تا عرب پھیلی ہے جس سے روشنیِ علم وفن

علم حق کے جگمگائے ہیں اسی نے وہ چراغ
جس کی ضو سے بقعۂ انوار ہے اپنا وطن

(نوٹ: یہ مقالہ ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء کراچی میں پڑھا گیا، ادارہ)

حدائق بخشش میں محاوروں کا استعمال

ڈاکٹر صابر سنبھلی*

(قسط دوم)

چراغ جھلملانا:

(کمزور پڑنا، شہرت کم ہونا، وقت میں کمی ہونا، بے رونق ہونا، آخری سانسیں لینا)

آفتاب ان کا ہی چمکے گا، سب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

ان کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

چھاؤنی چھا جانا: (ڈیرے ڈالنا، کسی جگہ رہ جانا)

دیکھ کے حضرت غنی، پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں

کوئی دن میں یہ سرا او جڑ ہے
ارے او چھاؤنی چھانے والے!

چہرہ بحال کرنا:

(عزت دینا، پھر سے ملازمت میں لینا/خدمت میں لینا)

الٰہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگان کوچہ میں چہرہ ترا بحال کیا

چھوٹ پڑنا: (منعکس ہونا، خوبصورتی ظاہر ہونا)

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی، جگہ جگہ نصب آئینے تھے،

(ح)

حسرت نکلنا: (تکمیل آرزو ہونا، ارمان پورا ہونا، تمنا باقی نہ رہنا)

دل کھول کے خوں رولے غم عارض شہ میں
نکلے تو کہیں حسرت خونابہ شدن پھول

(خ)

خاک اڑانا: (آوارہ پھرنا، واہی تباہی ہونا)

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی
لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے

خاک پر ٹوپی ہونا: (دیکھئے ٹوپی خاک پر ہونا)

خاک چھاننا: (خوب تلاش کرنا، تجسس کرنا، ملک در ملک پھرنا)

جہاں کی خاک روبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

خاک کرنا: (اجاڑنا، تباہ کرنا، نام ونشان مٹادینا)

اللہ ہمیں خاک کرے، اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

خاک میں ملنا: (برباد و بے نشان اور ناپید ہونا)

*(ریڈر و صدر شعبۂ اردو، ایم ایچ کالج مراد آباد، انڈیا)

ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے
نکلا نہ بخار تیرے جی سے

خاک ہونا: (گل کر مٹی ہو جانا، مٹ جانا)

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

خاک ہو جائیں در پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سروسامان ہم کو

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

خدائی خوار ہونا: (آوارہ ہونا، خانہ خراب ہونا)

اپنے کوچے سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

خطرے میں نہ لانا:

(خاطر میں نہ لانا، حقیر سمجھنا، کچھ نہ سمجھنا، وقعت نہ جاننا)

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

خوار پھرنا: (ذلیل ہونا، رسوا ہونا، آوارہ گھومنا، بے اعتبار ہو جانا)

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

خوار ہونا: (ذلیل ہونا، آوارہ ہونا، رسوا ہونا، بے اعتبار ہونا)

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

خود کنویں میں گرنا:

(اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالنا، اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہونا)

اللہ کنویں میں خود گراہوں
اپنی نالش کروں تجھی سے

خون خشک ہونا: (خوف چھانا، کسی سے ڈرنا، ڈر کے مارے خون کی حرکت بند ہو جانا)

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم
سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے

خون رلانا: (بہت زیادہ رلانا، خون کے آنسوؤں سے رلانا)

رحم فرمایئے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تا کجے خون رلائے غم ہجراں ہم کو

(د)

دام نقد ہونا: (فائدے کا سودا ہونا، فوراً فائدہ ملنا)

جان دے دو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

دامن کش ہونا: (رغبت ہونا، متوجہ کرنا)

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کش بلبل گل خندانِ عرب

دامن کھینچنا: (راغب ہونا، متوجہ ہونا)

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

دامن میں آنا: (پناہ میں آنا)

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

دامن میں چھپنا: (پناہ لینا)

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں، یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر ، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہرطرف سے وہ پرارماں ہوکر، ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

دامن میں لینا:

(پناہ میں لینا، عیب پوشی کرنا، سہارادینا، پرورش کرنا)

اَنتَ فِیھِم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

دربدر پھرنا: (مارامارا پھرنا، آوارہ گھومنا)

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

دل بچھنا: (بہت تعظیم ملنا)

غبار بن کر نثار جائیں ، کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل ،نوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

دل فگار ہونا: (نہایت غمگین ہونا، بہت دکھ اٹھائے ہوئے ہونا)

نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے، جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

دل کباب کرنا: (دل کوجلانا، بہت غم اٹھانا)

آتش تردامنی نے دل کئے کیا کیا کباب
خضر کی جاں ہو ، جلادو ماہیانِ سوختہ

دل کے میل دھلنا:

(دل کا ملال دور ہونا، دل صاف اور ہلکا ہوجانا)

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کو دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

دل کی کلی کھلنا: (شگفتہ خاطر ہونا)

صبا ہے مجھے صرصرِ دشت طیبہ
اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے

دل کی لگی بجھانا: (خواہش کی تکمیل کرنا آرزو پوری کرنا)

سوختہ جانوں پہ وہ پرجوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

لب سیراب کا صدقہ پانی
اے لگی دل کی بجھانے والے

دل لگانا: (محبت کرنا)

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

دل میلا کرنا: (دل کوغمگین کرنا، رنج اٹھانا)

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کو دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

دل میں بخار ہونا: (پوشیدہ عداوت رکھنا، بغض اور کینہ رکھنا)

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر، کرے فیض و جود ہی سربسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر، ترے دل میں کس سے بخار ہے

دل میں گھر کرنا: (دل میں رسائی پیدا کرنا، عزت کا مقام دینا یاد سے جدا کرنا، ربط بڑھانا، دوست بنانا)

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں ، سر پہ رہیں ، دل میں گھر کریں

دل میں زہر بھرا ہونا:

(دلی نفرت کرنا، عداوت رکھنا، دل میں بغض رکھنا)

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

دم چڑھنا: (سانس پھولنا، ہانپنا)

جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے، عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر ، چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

دم میں آنا: (فریب کھانا، دھوکے میں آنا)

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے، یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا، مت کیسی متوالی ہے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

دم میں دم آنا:

(جان میں جان آنا، زندگی کی امید ہونا، اطمینان ہو جانا)

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

دم میں دم ہونا: (سانس چلتے رہنا، زندہ رہنا)

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں دم جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

دن پھرنا: (اچھے دن آنا)

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

دھک سے ہو جانا: (حیرت میں رہ جانا)

ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا
ہائے رخصت کی سنانے والے

دو چار ہونا: (واسطہ پڑنا، آمنا سامنا ہونا)

نظر اک چمن سے دو چار ہے، نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے

دھان پان ہونا: (بہت کمزور ہونا، لاغر ہونا)

بار جلال اٹھالیا، گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

دھوم ہونا/ڈالنا:

(ہنگامہ برپا کرنا، غل مچانا، شور کرنا، خوب خوشی منانا)

شش جہت سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

دھوم مچانا: (شور غل کرنا، ہنگامہ برپا کرنا، خوب خوشی منانا)

وہاں فلک پر یہاں زمین پر رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آئے، ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

دھونی رمانا: (آگ جلا کر جوگیوں کی طرح بیٹھ جانا)

اے دل یہ سلگنا کیا، جلنا ہے تو جل بھی اٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم، کیا دھونی رمائی ہے

(ر)

رستہ تکنا: (شدت سے انتظار کرنا)

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

رنگ لانا: (برائی کرنا، مزا چکھانا، سزا دینا، گل کھلانا، بہروپ بھرنا، فتنہ برپا کرنا، ستانا)

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

رو رو کے دریا بہانا: (حد سے زیادہ رونا)

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہادیئے ہیں

(ز)

زانوتہ کرنا: (علم سیکھنا، شاگردی کرنا، ادب کرنا)

انبیا تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

زبان پر کانٹے ہونا: (بہت پیاس لگنا، منہ خشک ہوجانا)

گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی دے ساقی صہباو لبن پھول

(س)

سر بازار رسوا ہونا:
(بدنامی عام ہوجانا، ہر کسی کی نظر میں ذلیل ہوجانا)

اپنی ستاری کا یارب واسطہ
ہوں نہ رسوا برسر بازار ہم

سر پہ تلوار ہونا:
(سخت خطرے سے دوچار ہونا، زندگی سے مایوس ہونا)

ارے اور ! مجرم بے پروا دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

سر پر رہنا: (سرپرستی کرنا، نہایت عزت وتکریم کے ساتھ رہنا)

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں، سر پہ رہیں، دل میں گھر کریں

سر پہ ہاتھ دھرنا: (پچھتاوا کرنا، قسمت کو رونا)

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ، لٹ گئی سب کمائی کیوں

سر پھر جانا: (سر چکرانا، دماغ پریشان ہونا، سر میں چکر آنا)

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

سکہ بٹھانا:

(سکہ جاری کرنا، حکم جاری کرنا، رعب جمانا، نقشہ جمانا، نقش جمانا)

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

سودا نہ بننا: (خریدار نہ ملنا، پوچھ نہ ہونا، معاملہ نہ پٹنا)

بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکار کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

سہرا ماتھے رہنا/سہرا سر رہنا:
(کسی کام کو انجام دینا، فتح حاصل کرنا)

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا

سینے سے سل سرکنا: (دل سے بوجھ اترنا، فکر دور ہونا)

گھڑیاں گنی ہیں برسوں کہ یہ سُب گھڑی پھری
مر مر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سرکی ہے

(ش)

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنا: (بے وقوفی کا کام کرنا، بداندیشی سے کام کرنا، خود اپنے نقصان کی صورت پیدا کرنا)

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

شادی رچنا: (خوشیاں منایا جانا)

وہاں فلک پر یہاں زمیں پر، رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آئے اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

(باقی آئندہ)

آج یہ میری خوش نصیبی ہے کہ عصر حاضر کی عظیم عبقری اور امام علم وفن شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے والوں کی محفل میں مجھے شریک ہونے کا موقع مل رہا ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی نابغۂ روزگار ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ برصغیر جنوبی ایشیا ہو کہ بلاد عرب وعجم ہوں، ہر جگہ ان کی پذیرائی ہے ۔ عالمی جامعات میں ان کی تحقیقات کا شہرہ ہے، اور مختلف النوع علوم وفنون جدیدہ قدیمہ پر کامل دسترس مشاہدہ میں آتی ہے وہ ان کے ہمعصر علماء میں شاذ ونادر ہی نظر آتی ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ ایک ماہر تعلیم بھی تھے۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے یہ انکشاف کر کے اہل علم کو مزید چونکا دیا کہ وہ ندوۃ العلماء کی نصاب کمیٹی کے ایک اہم رکن بھی تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس پائے کے عالم اور ماہر

اگر امام احمد رضا کی ذات گرامی نہ ہوتی تو پاکستان کا حصول ناممکن تھا

علم وفن کی دنیا میں ان ہی کا سکہ چل رہا ہے۔ مگر بایں ہمہ علم وفضل، زمانے میں ان کی عزت ووقار اور اہل ایمان کے دلوں میں ان کی محبت کا اصل سبب، سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ سے ان کا بے پناہ عشق ہے جو ان کے قول وفعل اور ان کی منظوم ومنثور تحریر کے ہر ہر لفظ سے عیاں ہے۔ لیکن ان کی ہمہ جہت شخصیت کے پہلو کا احاطہ اس مختصر سے وقت میں اور مجھ جیسے ہیچمداں کیلئے ممکن نہیں۔ یہ اہل علم کا اجتماع ہے یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ اگر موضوع کی مناسبت کے اعتبار سے میں تعلیم وتعلم سے متعلق ان کے گرانبہا افکار و نظریات پر گفتگو کروں۔

یہ بات اہم ہے اور آج کے جدید دور میں حیرت انگیز بھی کہ اعلیٰ حضرت کسی کالج یا یونیورسٹی کے سند یافتہ نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے یورپ کے مرتب شدہ نصاب کے تحت تعلیم حاصل کی، لیکن اس کے باوجود ان کے ہاں جو وسعت علمی، علمی گہرائی و گیرائی

تعلیم تھے۔ امام احمد رضا نے مسلم نوجوانوں کی فلاح اور ان کی نشوونما کی نہج کا تعین کرتے وقت ان کی قومی ضروریات اور نظریات کا پورا پورا خیال کیا ہے۔ میرے خیال مین ان کے تعلیمی نظریات کی بنیاد تین اہم ستونوں پر ہیں:

۱---- **محبت رسول** ﷺ: وہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی تعلیم میں اس کو اوّلیت دینی چاہیے کہ ابتدائی سطح پر رسول اکرم ﷺ، صحابۂ کرام اور اولیائے امت اور آل اطہار کی محبت وعظمت کو طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔

۲---- **اسلامی تصور**: فرماتے ہیں اسلام کی تعلیم کو بنیادی اہمیت حاصل ہونی چاہیے کیونکہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے؟ اور اس کا دین کیا ہے؟

۳---- **مقصدیت**: امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تا کہ عالم

* (سابق سینیٹر وصدر، سندھ چیمبر آف ایگری کلچر، حیدرآباد)

گیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ اس ضمن میں حصول مقصد کی خاطر سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل کی بھی اجازت دیتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ ہیئت اشیاء کی معرفت خالق اشیاء کی معرفت کا ذریعہ ہونا چاہیے۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے بریلی شریف میں دارالعلوم منظر اسلام کی بنیاد ڈالی اور ذاتی طور سے کثیر طلباء کی تعلیم و تربیت بھی کی۔

میں یہ کہنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتا کہ اگر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آج برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا، یہ انہیں کے تربیت یافتہ اور فیض یافتہ صالح افراد تھے جنہوں نے علمی، دینی، سیاسی اور معاشرتی ، ہر سطح پر مسلمانان جنوبی ایشیاء کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور مسلمانان ہند کے لئے ایک علیحدہ وطن (پاکستان) کے حصول کو ممکن بنایا۔

امام احمد رضا کی فکر کا محور اسلامی تعلیمات اور سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اس وقت ہمارا ملک عصبیت اور فرقہ واریت کے جس دور سے گزر رہا ہے اس کا واحد علاج میری نگاہ میں امام صاحب علیہ الرحمۃ کی فکر کے فروغ اور ان کی تعلیمات و نگارشات کی اشاعت میں ہے۔

ہمیں ، صدر ادارہ جناب سید وجاہت رسول قادری سے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ یہ ادارہ گذشتہ ۲۲ سال سے مسلسل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی فکر اور تعلیمات کو عام کرنے اور ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نادر روزگار تصانیف زیور طبع سے آراستہ کرنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ ادارہ نے اپنی کارکردگی کا دائرہ کار برصغیر پاک و ہند سے بڑھا کر اب بلاد عرب اور یورپ و امریکہ تک بڑھا دیا ہے۔ برصغیر کے علاوہ یورپ و امریکہ، افریقہ اور مصر وغیرہ کی جامعات میں اعلیٰ حضرت پر ۲۰/ سے زیادہ Ph.d اور ام-فل کے تھیسس لکھی جا چکی ہیں اور مزید لکھی جا رہی ہیں۔ میں چونکہ خود بھی ''کلام رضا'' کا شیدائی ہوں اس لئے مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کا منظوم عربی ترجمہ جامعہ ازھر، قاھرہ مصر کے ایک فاضل نے کیا ہے اور یہ کتابی شکل میں قاھرہ سے شائع ہو چکی ہے میں اپنے طور سے بھی یہ کوشش کروں گا اور ملک کے ارباب بست و کشاد سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ہماری قوم اور ملک پر بہت بڑا احسان ہے لہذا ان کے علمی، دینی اور ملکی کارناموں کو اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی ہر سطح پر داخل نصاب کیا جائے۔ جہاں تک ادارہ کے دائرہ کار میں عالمی سطح پر پھیلاؤ اور نشر و اشاعت کے وسائل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے مالی مشکلات کا معاملہ ہے تو مجھے اس کا پورا احساس ہے۔ اس کے لئے میں ذاتی طور پر بھی اور اپنے حلقۂ احباب کے ذریعہ جو تعاون ممکن ہو سکے گا ان شاءاللہ ضرور کروں گا۔

آخر میں اس عبقری وقت ولی کامل ، فقیہ العصر یعنی مجدد دین وملت شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر انہی کے اسی شعر پر ختم کرتا ہو ں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

میں ایک بار پھر صدر ادارہ جناب مولانا سید وجاہت رسول قادری اور سرپرست اعلیٰ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور تمام منتظمین و اراکین ادارہ کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے صاحب علم و تقوی کی مبارک محفل میں شرکت کی دعوت دی کہ جن کی حاضری کو میں اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔

۞ ۞ ۞

از: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری*

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی شخصیت شہرت و مقبولیت کی بلند چوٹیوں کو چھوتی نظر آتی ہے---- ان کے معاصرین علماء و صوفیاء میں ایسی شہرت کسی کو نصیب نہ ہوئی ---- آپ کے خلفاء کا دائرہ بھی تمام عالم میں پھیلا نظر آتا ہے جس کی تفصیلات محمد صادق قصوری نے ''خلفاء اعلیٰ حضرت'' میں جمع کی ہیں---- ان خلفاء میں ایک نام مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھی ہے----

مولانا سید ایوب علی ابن سید شجاعت علی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۵ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اسکول سے حاصل کی پھر مدرسہ میں داخل ہوئے، فارسی میں مہارت حاصل کی اور اسلامیہ اسکول بریلی میں مدرس کے عہدہ پر فائز ہوئے---- امام احمد رضا محدث بریلوی کی صحبت نصیب ہوئی تو عشق رسول ﷺ کا رنگ چڑھنا شروع ہوا---- فاضل بریلوی سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور پھر خلافت سے بھی نوازے گئے---- امام احمد رضا کا قرب نصیب ہوا اور خود کو بارگاہ رضویت کے لئے وقف کر دیا----

تقریباً چھبیس برس تک فاضل بریلوی کے پیشکار کی حیثیت سے ان کی صحبت میں رہے---- فاضل بریلوی کے ذاتی کتب خانہ کی نگہداشت، مراسلت کا ریکارڈ اور خطوط کی نقول کرنا آپ کی ذمہ داری ہوئی، کبھی کبھی فاضل بریلوی اپنے خطوط کا انہیں املا کراتے---- لکھائی کے جو بھی کام آپ کے سپرد ہوتے انہیں احسن انداز میں سر انجام دیتے ---- رمضان المبارک میں سحر و افطار کے نقشے بھی آپ ہی مرتب کیا کرتے تھے----

امام احمد رضا کو دیگر علوم و فنون کے علاوہ ریاضی میں بھی مہارت کامل حاصل تھی جس کی تفصیل فقیر نے اپنے مقالہ ''امام احمد رضا اور ڈاکٹر ضیاء الدین'' میں عرض کی ہے---- مولانا سید ایوب علی رضوی نے دیگر علوم کے علاوہ خاص کر فارسی اور علم ریاضی میں امام احمد رضا سے خوب استفادہ کیا---- جس وقت ڈاکٹر ضیاء الدین احمد اپنے ریاضی کے ایک مسئلہ کے حل کیلئے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری کی معیت میں فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت مولانا سید ایوب علی رضوی بھی موجود تھے، آپ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کی بریلی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا، ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے، اس پر حضور (امام احمد رضا) نے میرے اور قناعت علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں انہیں جس قوت کا آپ سوال دے دیں یہ

*(نائب مدیر ماہنامہ معارف رضا، کراچی)

حل کردیں گے، ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے"

فاضل بریلوی کے اس ارشاد سے مولانا سید ایوب علی رضوی کی ریاضی میں مہارت کا پتہ چلتا ہے---- آپ نے تین مرتبہ زیارت حرمین اور سعادت حج کا شرف حاصل کیا، ڈھائی برس مدینہ طیبہ میں قیام کا شرف بھی حاصل کیا جس کے سبب عشق رسالت مآب ﷺ کا دریا سینے میں موجزن ہوگیا، واپسی پر بے قرار دل کی تسلی کیلئے نعت نگاری کو ذریعہ بنایا---- آپ کا مجموعہ کلام "باغ فردوس" کے نام سے دو حصوں میں طبع ہوا تھا جو اب نایاب ہے، کاش کوئی اس کی طباعت کا اہتمام کرے---- آپ کی نعت کے دو بند مندرجہ ذیل ملاحظہ ہوں ۔

ہوئی ختم دن رات کی آہ و زاری
نہ ہیں سرد آہیں نہ ہے اشکباری
بہت کی ہے سرکار اختر شماری
بس اب آپ ہی کے کرم کی ہے باری
لحد میں تھپک کر سلادیجئے گا
شہا! میری تربت پہ للہ آئیں
نکیریں جس وقت تشریف لائیں
شبیہ مبارک کے جلوے دکھائیں
اور ایوب رضوی کو جب آزمائیں
تو کلمہ نبی کا پڑھا دیجئے گا

آپ امام احمد رضا سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، امام احمد رضا کے وصال پر اور پھر ہر سال عرس رضوی کے موقع پر امام احمد رضا کی شان میں منقبت کا نذرانہ پیش کرتے، ایک شعر ملاحظہ ہوں ۔

تمہارے لطف و کرم سے آقا ہوائیں طیبہ کی کھا رہا ہوں
جو داغ فرقت تھے دل پہ کھائے وہ رفتہ رفتہ مٹا رہا ہوں

آپ کے دیوان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے کیسا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا، حمد، نعت اور منقبت جیسے موضوعات پر عام فہم اور دلنشین انداز میں خوب اظہار خیال فرماتے ہیں---- آپ کے درج ذیل رسائل بھی یادگار ہیں----

☆ ----شقاوۃ الخمریہ علیٰ دیار القدسیہ (۱۳۶۸ھ)
☆ ----رفیق زائرین
☆ ----زیارات الحرمین والعراق (۱۳۶۶ھ)

امام احمد رضا کے وصال (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے بعد آپ نے اپنے مرشد کی تصانیف کی اشاعت کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا، بریلی شریف میں "رضوی کتب خانہ" قائم کیا اور متعدد رسائل شائع کر کے عام کیئے---- فاضل بریلوی کے وصال کے بعد ان کی سوانح حیات کو مرتب کرنے کی تحریک بھی آپ ہی نے پیدا کی "حیات اعلیٰ حضرت" کے مصنف مولانا ظفر الدین رضوی نے اکثر و بیشتر واقعات آپ ہی کی روایت پر مبنی نقل کیئے ہیں چنانچہ مولانا ظفر الدین رضوی فرماتے ہیں:

> "ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی رضوی بریلوی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی اور برادران طریقت کی توجہ دلائی، ان کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات ان کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا، جب ان کو میرے حیات اعلیٰ حضرت لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد ان کے پاس تھا، سب مجھے عنایت فرمادیا"

۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور لاہور میں قیام فرمایا پھر یہیں سکونت اختیار کر لی ---- یہاں بھی "رضوی کتب خانہ" قائم کر کے اشاعت کتب کا سلسلہ جاری کیا ---- محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور مولانا سید ابوالبرکات احمد قادری سے آپ کے والہانہ مراسم تھے، آخری ایام میں کئی برس آپ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔

پچانوے برس کی طویل عمر میں ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ/۲۶ر نومبر ۱۹۷۰ء کو لاہور ہی میں وصال ہوا اور مشہور تاریخی قبرستان "میانی صاحب قبرستان لاہور" میں آخری آرام گاہ مرجع محبان ہوئی۔

مآخذ

۱......حیات اعلیٰ حضرت، ظفر الدین رضوی، مولانا، مطبوعہ بریلی

۲......اکابر اہل سنت، از علامہ شرف قادری مطبوعہ لاہور

۳......معارف رضا ۱۹۹۱ء، مطبوعہ کراچی

۴......خلفاء اعلیٰ حضرت از صادق قصوری مطبوعہ کراچی

۵......امام احمد رضا اور ڈاکٹر ضیاء الدین، از اقبال احمد اختر القادری مطبوعہ حیدر آباد

۶......باغ فردوس، از سید ایوب علی رضوی، مطبوعہ لاہور

محدث اعظم پاکستان

تحریر

علامہ ابو داؤد محمد صادق*

محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا الحاج ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مبارک موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ والد محترم کا نام چودھری میراں بخش تھا جو اپنے علاقہ کے ممتاز زمیندار اور بڑے دیانتدار آدمی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور پھر اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ میں میٹرک پاس کیا۔ زاں بعد لاہور تشریف لائے اور ایف اے کی تیاری شروع کی لیکن چونکہ قدرت نے آپ کو انگریزی لائن کی بجائے دینی راستہ کا ایک ممتاز و عظیم وجلیل رہنما بنانا تھا اس لئے حسن اتفاق سے انہی دنوں لاہور میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا تاریخی جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر بکثرت علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت محدث اعظم نے اپنے اس ''کالجیٹ'' زمانہ میں جب حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت کی اور ان کی دست بوسی فرمائی تو زیارت بہجت امارت کا آپ پر فوری طور پر ایسا اثر ہوا کہ تجلی دیدار کی برکت نے آپ کی کایا پلٹ دی اور دل کی دنیا بدل کر رکھ دی اور گیارھویں کلاس کے اس نوجوان اسٹوڈنٹ کا دل فی الفور دنیاداری و مغرب زدگی سے اچاٹ ہو گیا اور اس کی بجائے اسلامی جذبۂ علم دینی و خدمت اسلام نے آپ کے دل میں جگہ لے لی۔ آپ کو اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس ہوا کہ اتنا زمانہ خواہ مخواہ انگریزی پڑھی علم دین حاصل نہ کیا اور زندگی بیکار گزار دی اب اس کی تلافی کے لئے ان (حجۃ الاسلام) کے ساتھ جا کر اور بریلی شریف ان کی خدمت میں رہ کر علم دین حاصل کر کے خدمت اسلام کا کوئی کام کرنا چاہیے۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

عرض مدعا:

چنانچہ دل میں ذوق وشوق راسخ ہو جانے کے بعد آپ حضرت حجۃ الاسلام کے پیچھے ہو لئے ان کا قیام حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر تھا۔ چنانچہ آپ حجۃ الاسلام کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی اس کیفیت وانقلاب قلبی کا ذکر کر کے آپ کے ساتھ بریلی شریف جانے اور علم دین حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے بڑا کرم فرمایا اور بکمال شفقت حضرت شیخ الحدیث کی اس مبارک تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور دو دن مزید قیام کے بعد آپ کو اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

بریلی اور اجمیر کی برکات:

بریلی شریف میں حضرت حجۃ الاسلام نے آپ کو اپنے زیر سایہ رکھ کر دینی تربیت فرمائی اور مُنیہ شریف و قدوری تک کتابیں خود پڑھائیں بعد ازیں حضرت محدث اعظم آپ سے اجازت لے کر اجمیر شریف حضرت صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے حلقۂ درس میں آپ کی ایک ممتاز حیثیت تھی اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی بھی آپ پر خاص شفقت اور نظرِ عنایت تھی چنانچہ اجمیر شریف کی مقدس سرزمین پر اس باکمال استاد کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر اس ہونہار شاگرد نے علوم دینیہ معقول و منقول کی تکمیل فرمائی اور تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف ہی کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا اور اجمیر شریف جیسے روحانی مرکز سے تکمیل و فراغت کے بعد دنیائے اسلام کے مایۂ ناز و اہل سنت کے مرکزی مقام بریلی شریف میں ایک نئی شان کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے۔ بریلی شریف میں پہلی مرتبہ آپ کی آمد ایک مبتدی کی صورت میں تھی اور دوسری مرتبہ کی اس حاضری میں آپ منتہی ہو چکے تھے۔

بریلی شریف میں سولہ سال:

بریلی شریف میں حضرت شیخ الحدیث اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے بڑے شہزادے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان علیہ الرحمۃ کی زیر سرپرستی جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگراں میں پانچ سال اور چھوٹے شہزادے مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں گیارہ سال دینی تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ منظر اسلام میں امور عامہ، قاضی، صدرا، شرح عقائد، خیالی، حمد اللہ، میبذی، ملا حسن، ملا جلال، حسامی، ہدایہ اخیرین و مشکوٰۃ شریف جیسی عظیم درسی کتب پڑھاتے رہے اور مظہر اسلام میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث جیسے بلند پایہ منصب پر فائز رہے اور اس دوران میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے تشنگان علوم بریلی شریف جیسے عظیم الشان مرکز میں پہنچتے اور حضرت شیخ الحدیث کے علم و فضل سے بہرہ ور ہوتے۔ حضرت حجۃ الاسلام و حضرت مفتیٔ اعظم کی آپ پر خصوصی نوازشات کے باعث بہت سے لوگ آپ کو خاندان رضویت کا ہی ایک فرد سمجھتے، قیام بریلی کے دوران آپ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ۱۳۶۲ھ میں حضرت حجۃ الاسلام کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی۔

پاکستان میں تشریف آوری:

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت آپ رمضان المبارک کی چھٹیاں گزارنے کیلئے دیال گڑھ اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما تھے کہ تقسیم ملک کے سلسلہ میں فسادات شروع ہو گئے ادھر چونکہ سرزمین پاکستان کو آپ کے وجود مسعود کی ضرورت تھی اور بریلی شریف میں سردار احمد کی صورت میں آفتاب علم و فضل کی ضیاء پاشیوں کے بعد سرزمین پاکستان میں لائل پور (فیصل آباد) کو مرکز بنا کر دین کا ڈنکا بجانا اور مذہب حق اہل سنت کا چرچا فرمانا مقدر ہو چکا تھا اس لئے آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (ہندوستان) سے ہجرت فرما کر بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال بخیریت و حفاظت

پاکستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ عارضی طور پر سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام فرمایا اور اس بستی کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔

فیصل آباد میں چودہ سال:

ساروکی میں قیام کے دوران پاکستان کے اکابر علماء و مشائخ اور کراچی کے رؤسا نے آپ کو اپنے اپنے ہاں ٹھرانے اور سلسلۂ تدریس جاری کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ کی نظرِ انتخاب فیصل آباد کی خشک اور ''سنگلاخ'' زمین پر پڑی اور آپ نے ۱۳۶۸ھ میں اس شہر میں مستقل طور پر جلوہ افروز ہوکر بے سروسامانی کے عالم میں انتہائی مخالفانہ و اجنبی ماحول میں دینی تعلیمی خدمات کا سلسلہ شروع فرما کر سنیت و رضویت و قادریت کا جھنڈا نصب فرمادیا اور مخلوق خدا کو دعوت عام دی کہ آ ؤ۔

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑا ہوا

چنانچہ آپ کی شبانہ روز انتھک کوشش و محنت اور خلوص و برکت سے چند ہی دنوں میں فیصل آباد کی سرزمین عشق و محبت مصطفٰے علیہ التحیہ والثناء سے معمور و آباد ہوگئی چوکوں، کوچوں، گلیوں، بازاروں میں ذکر میلاد و نعرہائے تکبیر و رسالت گونجنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں فیصل آباد کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور ماشاءاللہ فیصل آباد اہل سنت و جماعت کا ایک مایۂ ناز مرکز، مضبوط قلعہ اور مرجع خواص و عوام بن گیا۔

وصال شریف:

حضرت شیخ الحدیث کے بے مثال اور زبردست و وسیع کام اور شبانہ روز جدو جہد کا آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا پہلے تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی لیکن بعد میں صحت زیادہ بگڑ گئی، اور طبیعت کمزور ہوتی چلی گئی آخر میں احباب کراچی کے اصرار پر آپ اکتوبر میں بسلسلہ علاج و تبدیلی آب و ہوا کراچی تشریف لے گئے جہاں رجب المرجب کے آخر میں شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کی چاند رات ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ ہفتہ کی درمیانی رات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر انسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہفتہ کی صبح کراچی کے احباب نے وہاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد ۲ بجے شاہین ایکسپریس پر آپ کے جنازے شریف کو فیصل آباد روانہ کیا اور آخری مرتبہ اپنے محبوب دینی رہنما کو الوداع کہا۔ جنازے کے ہمراہ بھی کراچی کے بکثرت علماء و احباب فیصل آباد روانہ ہوئے راستہ میں ہر اسٹیشن پر عقیدتمندوں نے جنازہ شریف کا استقبال کیا۔ ۲ر شعبان بروز اتوار ساڑھے ۹ بجے صبح شاہین ایکسپریس فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی جہاں استقبال کے لئے علماء و عوام کا ایک زبردست ہجوم تھا۔ وہاں سے جنازہ مبارک آپ کے دولت کدہ پر پہنچایا گیا اور اہل خانہ کے آخری مرتبہ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد فیصل آباد کے وسیع و عریض میدان دھوبی گھاٹ میں سوا دو بجے بعد نماز ظہر آپ کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی جس میں کراچی سے پشاور تک کم و بیش تین لاکھ عوام اور علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی نماز جنازہ کے فرائض حضرت مولانا عبدالقادر احمد آبادی نے سرانجام دیئے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنازہ مبارکہ پر باقاعدہ انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا اور نور کی چمک اور نورانی لہریں نظر آ رہیں تھیں جن کا مظاہرہ تمام راستہ موجود رہا۔

☆☆☆

"امام احمد رضا اور علم حدیث"

یہ عظیم کتاب فتاویٰ رضویہ سے ماخوذ ۳۵۹۱ غیر مکرر احادیث کا مستند مجموعہ ہے۔ جو محققین و مفتیان کرام و علمائے ذوی الاحترام اور عوام الناس سب کے لئے بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ جس کی تعریف و توصیف ہند و پاک کے نامور علمائے کرام کے قلم سے

نام کتاب:- امام احمد رضا اور علم حدیث، اوّل، دوم، سوم
صفحات:- ۱۸۲۴ (تینوں جلدوں کے)
قیمت:- ۴۵۰
افادات:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ
ترتیب:- فاضل نوجوان مولانا مفتی محمد عیسیٰ رضوی قادری دیناجپوری فاضل منظر اسلام بریلی شریف شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج، قنوج، یوپی
پیشکش و ناشران:- جلد اوّل، دوم، رضوی کتاب گھر دہلی ۶
جلد سوم:- الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج، یوپی

فاضل مولف مولانا محمد عیسیٰ قادری دیناجپوری دور حاضر کے فضلاء میں ایک ذی شعور عالم دین اور ممتاز مدرس ہیں یہی وجہ ہے کہ زمانۂ طالب علمی ہی سے اساتذۂ کرام انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور احباب بھی ان کی قابلیت وصلاحیت کے معترف و مداح ہیں، کیونکہ تدریس و تقریر اور تحریر تمام علمی میدانوں کے وہ عظیم شہسوار اور گوناگوں خصوصیات کے حامل ہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان کی یہ قلمی کاوش آج دانشوران قوم سے خراج تحسین وصول کر رہی ہے۔

موقر رسالوں میں پڑھنے کو مل رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب مصباحی بانی و مہتمم دار القلم دہلی، چیف ایڈیٹر ماہنامہ کنز الایمان دہلی، اس کتاب کی تقدیم میں فرماتے ہیں۔

"رضویات کے موضوع پر تحقیق کرنے والے علماء و دانشوروں کے لئے یہ ایک سنگ میل ہے کہ انہوں نے ایک نئی طرح ڈالی ہے۔ نیا انداز اپنایا ہے، اور جماعت اہل سنت کی طرف سے ایک فرض کفایہ ادا کیا ہے"۔

ماہنامہ کنز الایمان دہلی مارچ ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں شہنشاہ قلم حضرت علامہ محمد عبد الحکیم صاحب شرف قادری، استاذ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان "امام احمد رضا اور علم حدیث، پر ایک نظر" کے عنوان سے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، فاضل نوجوان مولانا علامہ محمد عیسیٰ رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل منظر اسلام بریلی شریف، اور مرید حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحقیق و مطالعہ کے لئے بہت ہی عمدہ عنوان کا انتخاب کیا ہے۔ انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کا مطالعہ کر کے اس میں بیان کی گئی احادیث کو فتاویٰ رضویہ کی ترتیب کے مطابق جمع کر دیا ہے۔ پھر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں، علامہ محمد عیسیٰ رضوی قادری مدرس الجامعۃ الرضویہ گرسہائے گنج، قنوج، یوپی کی سعی جمیل لائق صد ہزار تحسین ہے، ان کی برسہا برس کی محنت و کوشش کے نتیجے میں "امام احمد رضا اور علم حدیث" کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور چوتھی جلد منتظر اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی نعمتوں سے نوازے اور امت مسلمہ کے لئے مفید علمی اور قلمی کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام احمد رضا اور علم حدیث کی کچھ خصوصیات

(۱) استخراج احادیث سے پہلے فتاویٰ رضویہ اور اس میں شامل تمام رسائل کا بہت ہی عمدہ اور وقیع انداز میں تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

(۲) اخذ حدیث میں ترتیب کا اسی طرح خیال رکھا گیا ہے، جس طرح فتاویٰ رضویہ میں احادیث موجود ہیں۔

(۳) جتنے رسائل فتاویٰ رضویہ میں شامل ہیں ان سے حدیثیں اخذ کرنے میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جس ترتیب سے رسائل فتاویٰ رضویہ میں شامل ہیں اور ہر رسالے کا مختصر اور آسان زبان میں تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(۴) فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں کی تمام حدیثیں تسلسل کے ساتھ نقل کی گئی ہیں، لیکن فتاویٰ رضویہ میں جو احادیث مکرر ہیں ان کو فاضل مرتب نے قصداً نقل نہیں کیا ہے۔

(۵) علم حدیث پر امام احمد رضا کی مہارت و دسترس کو واضح کرنے کیلئے جتنی حدیثیں اسناد و روایات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ میں مزین ہیں ان تمام حدیثوں کو فاضل مرتب نے اسی انداز سے نقل کیا ہے اور نقل کرنے میں اس بات کا بھی بھرپور خیال رکھا گیا ہے کہ امام احمد نے جہاں کسی حدیث یا راوی پر کلام کیا ہے تو اس پوری بحث کو ہو بہو نقل

کیا ہے۔ اگرچہ ایسی بحث بعض مقام پر کئی کئی صفحات پر پھیل گئی ہے۔

(۶) ہر حدیث ضمنی سرخیوں سے آراستہ ہے جس سے قاری کو سمجھنے میں دیر نہیں لگتی کہ اس حدیث سے کونسا حکم وہدایت یا کونسا مسئلہ مستنبط ہے۔

(۷) جن احادیث کا ترجمہ فتاوٰی رضویہ میں امام احمد رضا نے نہیں فرمایا ان حدیثوں کا ترجمہ فاضل مؤلف مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری نے خود کیا ہے۔ اور لفظ مولف لکھ کر یہ واضح کردیا ہے کہ یہ ترجمہ مؤلف کا ہے۔ تاکہ اگر کوئی کمی یا خامی صاحب علم وبصیرت حضرات کو محسوس ہو تو امام احمد رضا کا دامن اس سے پاک ہوگا۔ جیسا کہ خود فاضل مؤلف ''سرنامۂ سخن'' کے اختتامیہ میں فرماتے ہیں، اہل علم اکابر و احباب سے گزارش ہے کہ میری اس تالیف میں اگر کوئی کمی یا خامی رہ گئی ہے تو مجھے ازراہ کرم اطلاع فرمائیں، تاکہ اس کا ازالہ ہوسکے۔

(۸) زیادہ تر حدیثوں کو حوالوں سے سجایا گیا ہے۔ اور قابل تحسین بات یہ ہے کہ امام احمد رضا نے احادیث کی جن کتابوں کا حوالہ پیش کیا ہے، فاضل مؤلف نے بڑی محنت وعرق ریزی سے ان میں سے بعض کا صفحہ نمبر اور باب بھی لکھ دیا ہے تاکہ قارئین اگر اصل کتاب سے بھی اپنی آنکھوں کو جلاء بخشنا چاہیں تو انہوں رجوع کرنے میں آسانی ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ امام احمد رضا کا مہارت علم حدیث کے ساتھ ساتھ مطالعہ بھی کتنا وسیع تر تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد سوم کے اخیر میں فاضل مؤلف نے ۴۵۶ ان کتابوں کی مع مصنفین اور سن وفات کے ایک فہرست بھی درج کردی ہے جن سے امام احمد رضا نے حدیثیں اخذ فرمائی ہیں۔

اور فاضل مؤلف نے جن کتب حدیث سے استخراج صفحات کیا ہے ان کی ایک الگ فہرست مرتب کی ہے اور ان کتابوں کی تعداد تقریباً ایک سو ہے۔

امام احمد رضا اور علم حدیث کے تحت زیادہ تر کتاب و مصنف کتاب دونوں کا نام ذکر کرتے ہیں کہیں پر صرف ذکر کتاب پر اکتفا کرتے ہیں اور کہیں پر صرف مصنف کا نام تحریر کرتے ہیں۔ اس صورت میں اگر مصنف مشہور و معلوم ہے تو کوئی الجھن محسوس نہیں ہوتی مگر جو مصنف غیر معروف ہے، وہاں پر کافی دشواریاں در پیش ہوتی ہیں کہ پتہ نہیں اس مصنف کی کونسی کتاب میں یہ حدیث مذکور ہے، کیونکہ ایک مصنف کی چند کتابیں بھی ہوسکتی ہیں۔ فاضل مرتب نے ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' نامی یہ کتاب کتنی محنت وعرق ریزی کے بعد تیار کی ہے اس کا اندازہ اس کے مطالعہ کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے اور اس میں جو حوالے وغیرہ سپرد قرطاس کئے ہیں ان کا تو جواب ہی نہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ انہوں نے ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں حوالے کے لئے بے شمار کتابوں کی ورق گردانی کی ہوگی۔ اور انہیں حوالے کی تلاش وجستجو میں دور دراز سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہوں گی جیسا کہ ایک محقق یا ریسرچ اسکالر کو ان مراحل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(۹) کتاب کے آغاز میں فاضل مرتب نے ساٹھ صفحات پر مشتمل ایک بہت ہی جامع اور وقیع مقدمہ ''سرنامۂ سخن'' کے نام سے لکھا ہے جو بجائے خود ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا سوانحی خاکہ اور علم حدیث پر ان کا تبحر اور تدوین حدیث وطبقات کتب حدیث اور علم اسماء الرجال وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو نہایت ہی مفید اور معلومات افزاء علمی جواہر پارہ ہے۔

(۱۰) جلد اوّل کے آغاز میں حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب مصباحی کی ایک مختصر اور جامع تقدیم ہے۔ جس میں انہوں نے فاضل مرتب کی اس خدمت وکاوش کو سراہتے ہوئے محققین اور دانشوروں کو دعوت فکر وعمل دی ہے۔

(۱۱) احادیث کو مؤلف نے ابواب کے تحت میں ہر جلد کے اخیر میں یکجا کردیا ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ بوقت ضرورت قاری کو بآسانی حدیث مل جائے گی اور اسے کسی حدیث کے تلاش کرنے میں ادھر اُدھر زیادہ دیر بھٹکنا نہیں پڑے گا چونکہ کتب احادیث میں زیادہ تر حدیثیں ابواب کے ضمن میں ہوتی ہیں اس کے پیش نظر مرتب نے اس نوعیت سے بھی فتاوٰی رضویہ سے استخراج احادیث میں گرانقدر خدمت انجام دی ہے تاکہ اس نقطۂ نظر سے بھی کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

فاضل مؤلف مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری فاضل منظر اسلام کی تحقیق کے مطابق فتاوٰی رضویہ میں غیر مکرر احادیث کی تعداد ۳۵۹۱ ہے۔ ان تمام احادیث کو انہوں نے تین ضخیم جلدوں میں جمع فرمادیا ہے۔ اس حیثیت سے بیسویں صدی کے اختتام پر لکھی جانے والی یہ اولین کتاب ہے۔ جو آج تک امام احمد رضا پر لکھی گئی ہیں۔ یا اگر یہ کہا جائے کہ ایک صدی کے اندر ایسی بلند پایہ کتاب امام احمد رضا پر آج تک نہیں لکھی گئی تو قطعی بیجا نہ ہوگا۔ راقم السطور کے پیش نظر اس وقت امام احمد رضا اور علم حدیث کی تین جلدیں ہیں مگر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی چوتھی اور پانچویں جلدیں بھی منتظر اشاعت ہیں، واضح ہو کہ کتاب مذکور کی تین جلدیں صرف فتاوٰی رضویہ سے ماخوذ حدیثوں کا مجموعہ ہیں اور اس کی چوتھی اور پانچویں جلدیں دیگر رسائل وتصانیف امام احمد رضا کی متخرجہ حدیثوں سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اور مزید کام جاری ہے۔ عوام کی سہولت وآسانی کے لئے اگر احادیث کو اعراب کے ساتھ لکھا جاتا تو کتاب کی افادیت و مانگ اور بھی بڑھ جاتی۔

دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ پوری جماعت اہل سنت کی طرف سے فاضل مرتب کو اس گرانمایہ کاوش وخدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور احادیث کے اس مجموعہ کو بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں سند قبول کی عزت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ●●

(تیرھویں قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

(۶) قوم فرعون کی قبروں کے نمونے بھی دیکھنے میں آئے ان میں بعض قد آدم اونچی چٹانوں سے تراشی ہوئی قبریں بھی تھیں، اور بادشاہوں اور ان کے اہل خانہ کی کمرہ نما قبریں بھی تھیں جن کے اندر اس دور کا وہ تمام ضروری سامان زندگی بھی تھا جن کے ساتھ مردے کو دفن کیا جاتا تھا۔

(۷) ایک گیلری میں فرعونی دور میں استعمال شدہ آلات حرب (ہتھیار، تلواریں، نیزے، خنجر، چاقو وغیرہ) آوزار نجار (بڑھئی) اور زراعت کیلئے استعمال میں آنے والے مختلف ہل، اور دیگر آلات بھی شوکیس میں سجے ہوئے تھے ان کی نفاست دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ اس صنعت میں بھی کافی آگے تھے۔

(۸) ممی (حنوط) اس دور کا خاص فن تھا۔ انسانوں کے علاوہ مختلف بحری اور بری جانوروں اور پرندوں کی حنوط شدہ لاشیں بھی علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھیں ہوئی تھیں، جنہیں دیکھ کر عبرت بھی ہوتی ہے اور حیرت بھی۔ یہ اللہ عزوجل ہی ہے جو ہر شئے کا خالق و مالک ہے وہی ہر ذی روح کو جلاتا اور مارتا ہے ہر شے فنا ہو جائے گی، وہ ایک ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

(۹) "رمیس" فرعونی بادشاہوں کی حنوط شدہ لاشیں ایک علیحدہ کمرے میں شیشے کے صندوقوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ دو لاشوں کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ گمان ہے ان میں سے کوئی بادشاہ حضرت موسیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد کا بادشاہ تھا۔ البتہ ان میں سے ایک لاش کے دائیں پیر کی چھنگلیاں آدھی تھی ایسا لگتا تھا کہ کسی جانور نے چبائی ہے۔ زیادہ گمان اس بات کا ظاہر کیا گیا کہ یہی وہ فرعون بادشاہ تھا جس نے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ التحیۃ والثناء کی رسالت کا انکار اور خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور عذاب الٰہی سے دریائے نیل میں غرقاب ہوا۔ اس کے ایک پیر کی چھنگلیاں کو مچھلیوں نے چبا ڈالا اور قیامت تک کے لئے اس کی لاش کو خلق خدا کے لئے عبرت بنا دیا گیا۔ اگر چہ وہاں موجود تمام لاشوں کے جسم حنوط شدہ تھے لیکن ان کی آنکھیں مصنوعی (شیشے) کی تھیں۔ ان کے معائینے کے دوران ہمارے گائیڈ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ایک پاکستانی پٹھان فرعونی عجائب گھر دیکھنے آیا جب اس نے فرعون بادشاہ کی لاش دیکھی تو بے اختیار چلایا:

"خوچہ اب بولو کیا آنکھ کھولے بے بسی سے لیٹا ہے تو وہی فرعون ہے کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی تھی اب کہاں گیا تیرا دعویٰ خدائی، بول! بولتا کیوں نہیں خوچہ تو قیامت تک بول نہیں سکتا، میرے اللہ نے تجھے روز محشر تک کے لئے عبرت کا سامان بنا دیا ہے۔

متحف سے نکلنے کے بعد فقیر سوچنے لگا کہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس دور میں کن کن عظیم نعمتوں اور زندگی کی آسائشوں سے نوازا، کیسی کیسی صناعی، کاریگری کے فن اور

ہنر مندی کی صفات سے مزین فرمایا اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ فرعون جیسے ظالم بادشاہ سے نجات عطا فرمائی ، لیکن اس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ کے شکر گزار بندے بننے اور اس کے نبی محترم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر سچے دل سے لبیک کہنے کی بجائے راہ بغاوت اور رسول سے تہک آمیز اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کے مستحق ۔ بن کر زمانے میں ذلیل وخوار ہوئے اور آج ہم مسلمانوں کا اپنے رسول مکرم ومعظم ﷺ کی تعلیمات سے یہی باغیانہ اور گستاخانہ رویہ ہمیں ذلت وخواری کے نہ جانے کس گڑھے تک لے جائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں پناہ میں رکھے اپنی اصلاح اور عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم لوگ دکتور رزق مرسی ابو العباس مدظلہ العالی کے دولت کدے پر گئے ۔ ان کا گھر قاہرہ کے الجیزہ ڈسٹرکٹ میں ہے جو صدر قاہرہ سے کافی فاصلے پر ہے ۔ ۲ یا ۳ ر بسیں تبدیل کر کے ہم ایک مقام پر پہنچے پھر وہاں کافی دیر بس کا انتظار کرنے کے بعد دو ٹیکسی میں ان کے مکان تک پہنچے ۔ مکان دو منزلہ ہے وہ اوپر کی منزل میں رہائش پذیر ہیں ۔ دکتور مرسی صاحب ہمارے منتظر تھے ، ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا ۔ انہوں نے بڑی پر تکلف دعوت کا اہتمام کر رکھا تھا ۔ دسترخوان پر لذیذ مصری کھانوں کی انواع واقسام تھیں ۔ بیگن بھرے چاول ، بند گوبی میں بھرے چاول ، مصری روٹیاں ، سیخ کباب ، رومی مرغی کا روسٹ ، ملوکیہ شوربا (سوپ) ۔ رومی مرغی دراصل قاہرہ (مصر) کی دیسی مرغی کو کہتے ہیں ۔ یہ ہمارے یہاں کی عام مرغیوں اور پولٹری فارم کی مرغیوں سے قد میں تقریباً دوگنی ہوتی ہے اور کافی مہنگی ملتی ہے ۔ کہتے ہیں کہ قاہرہ (مصر) میں جب کسی مہمان کا زیادہ اعزاز واکرام کیا جاتا ہے تو رومی مرغی کے گوشت سے میزبان اس کی ضیافت کرتا ہے ۔

"ملوکیہ" مصر میں ایک قسم کا ساگ ہوتا ہے جس کے پتے گھاس سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں ۔ اس کا شوربہ (سوپ) خاصا لیس دار ہوتا ہے قدرے پھیکا ہوتا ہے یہ چمچے کے ساتھ پیا جاتا ہے اور کبھی کبھار روٹی بھی اس میں ڈبو کر کھاتے ہیں ۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب زید مجدہٗ پولٹری فارم کی مرغی سے پرہیز کرتے ہیں ۔ لیکن جب ان صاحب خانہ اور دیگر موجود حضرات نے یہ باور کرایا کہ یہ مرغی پولٹری فارم کی نہیں ہے بلکہ گھر کی پلی ہوئی ہے تو پھر انہوں نے اسکا گوشت تناول فرمایا ۔ دوران طعام سیون اپ کی بوتلیں بھی پیش کی گئیں ۔ اختتام طعام ودعا کے بعد قہوہ کا دور چلا ، پھر نماز ظہر ادا کی گئی ۔

بعد نماز محترم دکتور رزق مرسی صاحب مدظلہ نے مولانا ممتاز احمد سدیدی ابن علامہ عبدالحکیم شرف قادری حفظہما اللہ تعالیٰ کے مناقشے (VIVA) کی ویڈیو فلم دکھائے ۔ یہ یاد دہانی کرتا چلوں کہ حضرت دکتور رزق مرسی ابو العباس دامت برکاتہم عالیہ مولانا سدیدی صاحب کے "ماجستیر" (ام فل) کے مقالے "مولانا احمد رضا خاں شاعراً عربیاً" کے مشرف (نگراں) تھے ۔ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب اس مناقشے میں اپنے فاضل اور سعادتمند صاحبزادے کی کارکردگی ملاحظہ فرما کر بہت مسرور ہوئے ۔ واقعی ایک سعادتمند صحیح العقیدہ ذہین اور عالم (وہ بھی جامعہ ازھر کی فاضل) اولاد والدین کے لئے ایک قابل فخر نعمت ہے ۔ اس اعتبار سے علامہ شرف قادری صاحب بہت خوش نصیب شخص ہیں ۔ اس مناقشے میں دکتور رزق مرسی صاحب نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت ، ان کی علمی وجاہت ، عربی شاعری کی خصوصیات اور مولانا ممتاز احمد صاحب کے مقالے کی خصوصیات پر جامع اور دلپذیر تقریر کی ۔

(باقی آئندہ)

کتب نو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں (سید محمد خالد قادری)

"لمعات امام ربانی مجدد الف ثانی"

از.....علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مرتبہ.....محمد عبدالستار طاہر

صفحات.....64 ہدیہ.....=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر بزم عاشقان مصطفیٰ، 25/32 فلیمنگ روڈ، لاہور

"ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی"

مرتبہ: جاوید اقبال مظہری مجددی

صفحات.....40 ہدیہ.....=/15 روپیہ

ناشر.....مظہری پبلی کیشنز، C-7، اسٹیڈیم لین 1، خیابان شمشیر ڈیفنس V کراچی

"امام احمد رضا اور فتنۂ قادیانیت"

تحریر.....محمد انور قریشی

صفحات.....64 ہدیہ دعائے خیر

ناشر.....مجلس رضا بیرون رشید گیٹ، پرانی غلہ منڈی، شجاع آباد، ملتان

"نعت نذرانہ" (پنجابی نعتیں)

مرتبہ.....قمر یزدانی

صفحات.....86 ہدیہ.....=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر.....رضا اکیڈمی، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

"جہاد کی ضرورت و اہمیت"

از.....حافظ محمد فرمان علی

صفحات.....48 ہدیہ.....=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر.....رضا اکیڈمی، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

"گیارھویں شریف حقائق کی روشنی میں"

از.....پروفیسر فیاض احمد کاوش

صفحات.....16 ہدیہ.....=/10 روپیہ

ناشر.....مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

"تحفظ اوراق مقدسہ"

از.....مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

صفحات.....16 ہدیہ درج نہیں

ناشر.....مکتبہ قادریہ چوک میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

"ذکر ولادت خیر الانام"

تحریر.....علامہ محمود عطار دمشقی ترجمہ علامہ ممتاز احمد سدیدی

صفحات.....64 ہدیہ.....=/15 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر.....رضا اکیڈمی، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

"سیرت میاں شیر محمد شرقپوری"

تحریر سید ارتضیٰ علی کرمانی

صفحات.....64 ہدیہ.....=/15 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر.....رضا اکیڈمی محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

"امام احمد رضا اور فن تفسیر"

از.....علامہ محمد فیض احمد اویسی

صفحات.....24 ہدیہ.....=/10 روپیہ

ناشر اویسیہ لائبریری، جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور

"عرس کیا ہے-؟"

از.....مولانا ابوالکلام احسن القادری تقریظ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری

صفحات 32 ہدیہ =/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر بزم انوار المدینہ قادریہ رضویہ، خوشبو منزل اسٹور، اولڈ ٹاؤن نزد باباجی مسجد بٹھادر کراچی۔

تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل کے زیراہتمام
تاجدار اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی دینی قومی وملی
خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کیلئے
عالمی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس
زیر سرپرستی
حضرت مفکر ملت علامہ پیر عبدالقادر صاحب ایم اے ایل ایل بی
پرنسپل جامعہ رضویہ انوارالعلوم واہ کینٹ
سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ قادریہ بھنڈی شریف (کہوٹہ)
صدر تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل
بتاریخ
مئی 2003ء
بمقام راولپنڈی
اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے عمائدین شرکت فرمائیں گے
اپیل
کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں تعاون فرمانے والے حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے
عطیات درج ذیل اکاؤنٹ میں جمع کروائیں!۔۔۔۔
پیر عبدالقادر اکاؤنٹ نمبر: PLS 3313-8 مسلم کمرشل بینک لالہ رخ واہ کینٹ
منجانب
مرکزی دفتر
جامعہ رضویہ انوارالعلوم واہ کینٹ
فون: 0595 - 511844
0300-9506753
0300-9506760
0300-9506895

دور و نزدیک سے
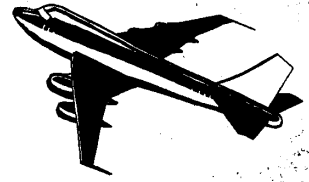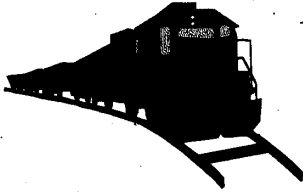
مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

ڈاکٹر صابر سنبھلی (مراد آباد)

بھارت کے کسی مقام سے حوالہ ڈاک کیا گیا ایک لفافہ آپ کے خط کے ساتھ ملا تھا۔ کل پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کی تھیسس بھی موصول ہوگئی، ماشاء اللہ کیا کام کیا ہے اور کیا طباعت ہے دل خوش ہوگیا میری طرف سے پروفیسر صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش فرمادیں۔ میں آپ کا بھی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس نوازش کے قابل سمجھا۔ جزاک اللہ فی الدارین۔

''کنزالایمان کا لسانی جائزہ'' میں بسم اللہ شریف کے ترجمے کو لے کر میں نے کافی کاغذ سیاہ کیا ہے۔ مجھے مراد آباد سے لیتھو پر شائع ہونے والے اس ترجمے کے دوسرے ایڈیشن کی زیارت ہوگئی ہے نسخہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے نواسوں کے پاس ہے۔ (حضرت کے ایک نواسے میرے شاگرد رہ چکے ہیں) جو حضرت نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا اور باوجود خستگی کے موصوفہ ابھی تک اسی سے تلاوت کرتی ہیں۔ آخر میں یہ بھی لکھ دوں کہ ''معارف رضا'' کے وہ دونوں شمارے جو میرے پاس نہیں آئے تھے آپ کی عنایت سے موصول ہوگئے ہیں اب الحمدللہ جلد مکمل ہوگئی۔

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

(مرکزی مجلس رضا، لاہور)

مجھے آپ کی کرم نوازیوں سے مندرجہ ذیل رسائل دستیاب ہوئے ہیں:
۱- دارالعلوم منظر اسلام، ۲- تاریخ نعت گوئی امام احمد رضا، ۳- کنزالایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی، ۴- امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت، ۵- تذکرۂ سید وزارت رسول قادری۔ میں ان تمام کتابوں کی عنایت پر آپ کا دلی طور پر ممنون ہوں۔ یہ موضوعات ایک دوسرے پا فائق ہیں ان کی ضرورت تھی آپ نے بہت اچھا کیا انہیں زیور طباعت سے مزین فرما کر عام کردی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

میاں محمد صادق قصوری (قصور)

''معارف رضا'' کا ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' ملا دیکھ کر اور پڑھ کر اتنی مسرت ہوئی کہ بیان نہیں کرسکتا۔ آپ نے یہ خصوصی نمبر نکال کر اہل سنت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس سے پیشتر ایسی اشاعت نظر سے نہیں گزری۔ آپ نے جس محنت، مشقت اور عرق ریزی سے یہ نمبر ترتیب دیا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ اللہ کریم آپ کو جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں خوش و خرم رکھے۔ میں نے یہ پرچہ آتے ہی جلد بندی کیلئے بھیج دیا تھا۔ اب آہستہ آہستہ مطالعہ کروں گا اور مستفید و مستفیض ہوتا رہوں گا اور آپ کو دعائیں دیتا رہوں گا۔

غلام مصطفی رضوی (نوری مشن، مالی گاؤں، انڈیا)

اسلامی وعصری علوم کے مرجع جامعۃ الرضا برکات العلوم کے جشن سنگ بنیاد پر ۱۳-۱۴ ستمبر کو دو روزہ پروگرام کا انعقاد سرزمین مالی گاؤں میں ہوا۔ اس موقع پر نائب سجادہ نشین مارہرہ شریف حضرت علامہ نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ اور مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب شریک جشن ہوئے نوری مشن کی شائع کردہ کتاب ''کنزالایمان میں سائنسی مصطلحات'' تحریر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کا اجراء حضرت سید نجیب میاں کے دست پاک سے ہوا۔

مولانا احمد القادری (اسلامک اکیڈمی، امریکہ)

ماہنامہ ''معارف رضا'' برابر موصول ہو رہا ہے۔ اس کے ذریعہ مسلک اہل سنت و جماعت کی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ رہی ہے۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے حالات، تصنیفات، افکار و نظریات اور ان کے حیرت انگیز کارنامے کا تذکرہ قارئین معارف رضا کے لئے بڑا معلومات افزا اور روح پرور ہوتا ہے۔ بلاشبہ امام احمد رضا قدس سرہ کا تنہا کارنامہ کئی صدی پر بھاری ہے۔ الحمدللہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اور اس کے ترجمان ''معارف رضا'' نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تعارف دنیا کے سامنے پیش کرکے ان کی عظیم شخصیت کو منوالیا۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کا کارنامہ تاریخ میں زریں حرفوں میں ہمیشہ لکھا جائے گا۔ اللہ جل شانہ اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور ''معارف رضا'' کو دوام و استحکام عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت دینی کتب و رسائل کی طباعت،

اور اسلامک لٹریچر کی فراہمی کے لئے یہاں ایک تنظیم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی الحمدللہ! اسلامک اکیڈمی کے نام سے یہ تنظیم قائم ہو چکی ہے۔طباعت کا آغاز قرآن مقدس سے کیا جارہا ہے۔اس کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنزالایمان کا انگلش ٹرانس لیشن منتخب ہوا۔عنقریب ہی زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہا ہے۔انٹرنیٹ کے ذریعہ جدید طرز پر اسلامی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔اس پتہ پر ہماری ویب سائٹ ملاحظہ کرسکتے ہیں:

www.islamicacademy.org

محمد سلیم چوہدری (تربیلہ ڈیم، ہری پور)

امام احمد رضا کانفرنس 2001 کا انعقاد مبارک ہو بڑی خوشی ہوئی ۔الحمدللہ ادارہ مثبت انداز میں بہت خوب کام کررہا ہے۔ بہاؤالدین شاہ صاحب کی کاوش بہت خوب ہے۔اسے کتابی صورت میں ضرور شائع کروائیں۔ بہت سے نئے نئے گوشے سامنے آرہے ہیں جو امام احمد رضا پر تحقیقات کے لئے مستقبل کے مؤرخ کی مثبت انداز میں راہنمائی کریں گے۔جامعہ ازہر میں آپ کے رابطہ امام احمد رضا کو دنیائے عرب میں متعارف کروانے کے لئے ہر اول دستے کا کام کررہے ہیں۔عوام اہل سنت کے لئے یہ بہت بڑا انکشاف ہے کہ مصریوں کی اکثریت مسلک حقہ اہل سنت سے متعلق ہے،ورنہ دیگر عرب ریاستوں کی طرح خیال یہی تھا کہ مصری بھی نجدیت کے زیر اثر آچکے ہیں۔

راجہ محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ (جہلم)

اگر پاکستان سے ہر سال عرس رضوی میں کچھ حضرات بریلی شریف حاضری دیتے رہیں۔اس طرح باہمی مشاورت سے منظر اسلام اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کام کو فروغ حاصل ہوتا رہے گا خانقاہ رضویہ کا ماحول تو خانقاہی ہوگا اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی عصری تقاضوں کے مطابق کام کرنا جانتا ہے۔اس طرح کام میں تیزی آئے گی اس طرح دونوں ممالک کے احباب کی مشاورت رنگ لائے گی۔ ہر سال آپ نہ جاسکیں ادارے کا کوئی نہ کوئی فرد بریلی شریف جائے۔اس طرح کئی کاموں میں مشورہ کام آسکتا ہے۔بذریعہ ٹرین کم خرچ پر جایا جاسکتا ہے اگلے سال بھی جہلم سے شاید ۳/۲ افراد بریلی شریف جائیں کئی احباب کو حسب سابق تیار کیا ہے دیکھیں۔ بریلی شریف سے ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت منظر اسلام نمبر'' کی پہلی قسط اس سال شائع ہوئی اس طرح ان کے پاس مزید مواد بھی ہوگا اگلے سالوں کی قسطوں کے لئے ،آپ کوشش فرما کر بریلی شریف منظر اسلام کے سلسلہ میں جو مواد جمع ہے اس کا عکس منگوا کر اپنے ادارہ کی لائبریری میں محفوظ فرمالیں۔تاکہ خانقاہ رضویہ پر منظر اسلام کے سلسلہ میں جمع شدہ مواد ضائع نہ ہوجائے کیونکہ خانقاہی نظام میں توجہ کم دی جاتی ہے آپ کی لائبریری میں اگر محفوظ ہوگا تو منظر اسلام کے حوالے سے آئندہ سال کچھ مضامین ''معارف رضا'' یا دیگر رسائل میں شائع کیئے جاسکتے ہیں۔مواد اسکالرز کے لئے مفید ہوگا۔توجہ فرمائیں۔آپ کا خانقاہ رضویہ اور منظر اسلام بریلی شریف سے رابطہ ان شاءاللہ ضرور رنگ لائے گا ترقی کی شکل میں۔میں نے ماہنامہ کنزالایمان دہلی کو لکھا ہے کہ کیا وجہ کہ آپ ایک مضمون بھی منظر اسلام کے متعلق نہیں شائع کیا۔آپ کے تعلقات شاید خوشگوار نہ ہو۔ہوسکتا ہے مگر منظر اسلام کی خدمات ہم سب کی تاریخ و سرمایہ ہے

محمد خالد (گلشن بہار کراچی)

یوں تو معارف رضا کا ہر شمارہ افکار و کردار رضا سے بھرپور ہوتا ہے۔لیکن جولائی تا ستمبر کا شمارہ ''صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' کا تو جواب ہی نہیں ۔ یہ مجلہ محض ایک کتاب ہی نہیں بلکہ یادگار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (منظر اسلام) کا تاریخی اور معلوماتی دستاویز بھی ہے ۔ اداریہ سے لیکر تمام مضامین معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔راقم کو اس مجلہ کے مطالعے سے قبل منظر اسلام سے قطعی کوئی واقفیت نہیں تھی۔اس شاندار کوشش پر اراکین و معاونین معارف رضا اور تمام صاحبان مضامین قابل تحسین و مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حافظ سخی محمد مہران سکندری قادری (سانگھڑ، سندھ)

''معارف رضا نمبر'' مل گیا ہے اور بعد میں دعوت نامہ بھی ملا شکریہ،قبلہ آپ کا کن الفاظ سے شکریہ ادا کروں ۔آپ نے بہت ہی کوشش فرمائی ہے۔ بریلی شریف کی زیارت کرادی ہے ۔ دل چاہتا ہے کہ پر لگ جائیں،اُڑ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ اور منظر اسلام کا اپنی آنکھوں سے منظر دیکھوں۔اللہ اللہ! کیا کام کر گئے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔اعلیٰ حضرت کی ذات مبارکہ کا تعارف آپ ہی حضرات کرا سکتے ہیں۔یوں تو سارے مضامین اچھے ہیں کن کن کو شمار کریں۔ مجھے خاص طور پر ''دارالعلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند'' از مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کا مضمون پسند آیا، یہ ناچیز اس کو مختصر کرکے سندھی میں رسالہ ''الراشد'' پیر جو گوٹھ سے شائع کرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔معارف رضا کے ٹائیٹل پر بریلی شریف کا فضائی منظر دیا گیا ہے جو کہ بہت ہی خوبصورت لگ رہا ہے۔آپ کا یہ رسالہ واقعی صد سالہ جشن منظر اسلام کی پوری تاریخ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔آئندہ نسلوں کے لئے یہ ایک تاریخی ٹھوس ثبوت پیش کررہا ہے۔اس کاوش پر ادارہ کے تمام حضرات کو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے بڑی محنت سے یہ دُرِّ نایاب عاشقِ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔